Scanned by CamScanner

سوویت یونین کیوں ٹوٹا؟

مترجم: اثر امام

Scanned by CamScanner

نام کتاب: سوویت یونین کیوں ٹوٹا؟
مترجم: اثر امام
سرورق: ثاقب ڈوکی
تعداد اشاعت: 500
سال اشاعت: 2016ء
قیمت: 150 روپے
ناشر: محمد اقبال 0345-3156703
ادارہ سرخ پرچم پبلیکیشنز
D-168 نسیم نگر فیز II قاسم آباد، حیدر آباد

پیش لفظ

سوویت یونین کیوں ٹوٹا؟ یہ سوال نہ صرف آج تک اہم ہے بلکہ جب تک سماج میں طبقات اور طبقاتی کشمکش موجود رہے گی اس سوال پر غور وفکر جاری رہے گا۔ انسانی تاریخ میں محکوم طبقات کی حاکم طبقے کے طور پر پیرس کیمون کے تجربے (ایک مختصر) کے بعد کامیاب حاکمیت قائم کرنے کا سوویت یونین کو بھی ایک تجربہ تھا انسانیت کی لکھی ہوئی تاریخ طبقاتی کشمکش کی تاریخ ہے۔ محکوم ومحروم طبقات کے خلاف جدو جہد کامیابیوں اور ناکامیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے جو ہزاروں سال پر محیط ہے۔ اس طرح پرانے دور کے طبقات اور پیداواری نظام ختم ہوئے نئے اور پیداواری سماجی وسیاسی نظاموں نے جنم لیا تاریخ کے اس تناظر میں صنعتی دور کے دو طبقات مزدور (رولتاریہ) اور سرمایہ دار (بورژوازی) کے درمیان طبقاتی کشمکش غیر شعوری مرحلے سے شروع ہوکر بل آخر 19ویں صدی کے وسط میں ایک مربوط فلسفے کی شکل اختیار کرگئی۔ جسے کیمونزم اور سوشلزم کہا جاتا ہے۔ اس کے تحت سریہ داری طریقہ پیداوار کو ختم کر کے (پرولتاریہ) کی حاکمیت اور ذرائع پیداوار کو مشترکہ یا اجتماعی ملکیت بنانے کی جدو جہد کا آغاز ہوا۔ یہ جدو جہد بھی مختلف ناکامیوں سے گذرتی ہوئی ایک مختصر عرصے تک پیرس کیمون کی صورت میں کامیاب ہوئی لیکن جیسا کہ مختصر عرصے پر محیط رہا اس کے بعد سرمایہ دار طبقے (بورژوازی) سے پھر اس انقلاب کو شکست دی آدھی صدی سے بھی کم عرصے میں پرولتاری طبقے نے روس میں حاکمیت قائم کرلی۔ ذرائع پیداوار کو اجتماعی ملکیت بنایا۔ اپنے ملکی وسائل سے ترقی کی تو سیڑھیاں عبور کیں۔ جن کی تاریخ میں نظیر ملتی۔ سرمایہ دار نے دینا کی قوموں اور خطوں پر قبضہ کر کے ان کے وسائل کو لوٹ کر جو ترقی صدیوں میں حاصل کی تھی وہ سوویت روس اپنے ہی وسائل کو بروئے کار لاکر مختصر عرصے میں حاصل کر لی۔ سب کیلئے مفت تعلیم، صحت، روزگار سب کیلئے اور ہر شادہ شدہ جوڑے کیلئے گھر فراہم کیا۔ سائنس، ٹیکنالوجی، فلسفے، ادب اور فن کے شعبوں میں مایہ ناز ترقی کی، وہ بھی مختصر عرصے میں حتیٰ کہ دفاع کے شعبے میں بڑے سامراجی مراکز کے ساتھ مقابل ہونے کے قابل ہوگئے۔ خلائی سفر میں سب سے سوویت یونین نے اڑان کی۔ نہ صرف یہ کہ اپنے ملک میں قوموں کو حق خود اختیاری دیا، جس وجہ سے سوویت وفاق میں شامل ریاستیں اپنے الگ جھنڈے کے ساتھ اقوام متحدہ میں اپنے نمائندے بٹھانے کے قابل ہوئیں اور دنیا کی بیشتر اقوام جو سامراج کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھیں۔ انہیں آزادی اور سماجی انصاف کی نئی مشعل ملی۔ اس وجہ سے سامراج کی غلامی کی زنجیریں ٹوٹنے لگیں۔ قومیں آزاد ہوکر دنیا کے نقشے پر آزاد حیثیت سے نمودار

ہوئیں۔ پوری دینا کے محنت کش سوویت یونین کے بالشویک انقلاب سے روشنی حاصل کر کے اپنے اپنے ممالک میں ذرائع پیداوار پر نجی ملکیت کے خاتمے اور اقتدار اعلیٰ وحاکمیت حاصل کرنے کی جدوجہد کرنے لگے۔ جو اقوام آزادی کی جنگ لڑ رہیں تھیں ان کی اخلاقی، نظریاتی اور مالی مدد کی۔ آزادی کے بعد انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے، ان کے ذرائع پیداوار کی ترقی میں ہر قسم کی معاونت فراہم کی۔ 1917 میں برپا ہونے والے اس انقلاب نے یہ سب کارنامے ایسے حالات میں سرانجام دیئے جب پہلی عالمی جنگ اور اس کے بعد سامراج کی مدد سے شروع ہونے والی خانہ جنگی، اس کے بعد سرمایہ دار ممالک کی طرف سے ہر طرح کی ناکہ بندی تھی۔ اس کے باوجود یہ کامیابیاں حاصل کیں۔ دوسری عالمی جنگ میں دو کروڑ سے زیادہ آبادی کے موت کے منہ میں چلے جانے، 1940 تک حاصل کی گئی ترقی کے ملیامیٹ ہو جانے کے باوجود ترقی کی یہ منزلیں عبور کیں۔ یورپ میں جرمن فاشزم سے نہ صرف خود مقابلہ کیا بلکہ اس پر فتح حاصل کر کے مشرقی یورپ پر جرمن فاشزم کے قبضے کو ختم کرایا۔ تباہ حال مشرقی یورپ کے ممالک کو ترقی دلا کر یورپی سامراجی اقوام کے مدمقابل کھڑا کیا۔ اس طرح سوشلسٹ بلاک وجود میں آیا۔ دنیا میں طاقت کے توازن کو سرمایہ داری کے قبضے سے نکال کر عالمی سطح پر قوتوں کے مابین توازن قائم کیا۔ اس دور میں کسی سامراجی ملک کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ کسی کمزور ملک پر حملہ کرے یا قبضہ کرے۔ اتنی شاندار کامیابیوں کے بعد اور 70 سال تک چلنے کے بعد سوویت یونین کیوں ٹوٹا، سوشلسٹ بلاک کیوں ختم ہو گیا۔ یہ سوال صرف فلسفیوں کے سوچنے کا نہیں ہے، ہر ذی شعور انسان کیلئے اس سوال کا جواب تلاش کرنا ضروری ہے۔ اگر اس سوال کو ادھورا چھوڑا جاتا ہے تو مستقبل میں پرولتاری طبقے کی ریاست پھر اس طرح کے سانحے کا شکار ہو سکتی ہے۔ اس انقلاب کی کامیابیوں کے ساتھ ناکامیوں پر غور کرنا بھی ہمارے لیے انتہائی ضروری اہم ہیں۔

سوویت یونین کیوں ٹوٹا کیوں ردانقلاب کا شکار ہو گیا۔ سوویت یونین ٹوٹنے کے نقصانات تو دینا عملاً دیکھ رہی ہے۔ دنیا میں غریبوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ مٹھی بھر امیروں کے پاس دولت کے نہ صرف انبار اکٹھے ہو تے جا رہے ہیں بلکہ ان کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے اور دنیا کے وسائل کا 99 فیصد سے زیادہ ان کے قبضے میں جا چکا ہے۔ کمزور اقوام پر چڑھائی، ان کے وسائل کی بے دریغ لوٹ کھسوٹ اور جنگوں کو ہر ایک صاف طور پر دیکھ رہا ہے۔ لیکن ٹوٹنے کے اسباب کیا ہیں۔ اس پر کئی بار کسی دانشوروں نے مضمون، مقالے اور کتابیں تحریر کی ہیں۔ یہ سارا مواد اکثر انگریزی، اسپینش، روسی یا ایسی زبانوں میں شائع ہوئے ہیں جن پر پاکستانی قارئین کی

دسترس نہیں ہے۔ کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کے پاس بھی اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ان کا اردو یا باقی قومی زبانوں میں تراجم شائع کرا سکے۔ آپ کی نظروں کے سامنے جو کتاب ہے وہ اصل میں یونان کی کمیونسٹ پارٹی (KKE) کی طرف سے تیار کی گئی۔ اس کے بعد دنیا کی اکثر کمیونسٹ پارٹیوں کو اس کی نقول روانہ کی گئیں۔ تا کہ وہ اپنی آراء دیں۔ کئی پارٹیوں نے اس اضافے تجویز کئے۔ ان کی آراء کو جہاں ضروری تھا وہاں شامل کیا گیا۔ مزید یہ کہ سوویت آرکائیوز سے مدد لیکر اسے جامع شکل دینے کی کوشش کی گئی۔ اس طرح یہ کتاب بڑی حد تک فکری، نظری اعتبار سے ان سوالوں کے جواب تلاش کرنے کے قابل ہوئی۔

یہ کتاب سوویت یونین کے بحران، سوشلسٹ بلاک کے ختم ہونے کے اسباب کے تین اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ کون سی نظریاتی غلطیاں سرزد ہوئی، کونسے سیاسی فیصلے کئے گئے۔ اور پارٹی میں کون سی تنظیمی خرابیاں در آئیں جن کی وجہ سے یہ عظیم بالشویک سوشلسٹ انقلاب ردانقلاب کا شکار ہو گیا۔ سوویت یونین اور سوشلسٹ بلاک بکھر گیا اور دینا میں طاقت کا توازن تبدیل ہو کر پھر سرمایہ داری کے حق میں چلا گیا۔

کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان نے کتاب کا ترجمہ کرانے کی کئی بار کوشش کی لیکن کچھ وجوہات ایسی ہوئیں کہ ترجمہ لیٹ ہوتا گیا۔ بل آخر ہمارے ترقی پسند نوجوان ادیب اور قابل مترجم کامریڈ اثر امام نے کتاب کے ترجمے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ کامریڈ اثر امام کی اس کوشش کو کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ تاریخ بھی انہیں یاد رکھے گی۔ کامریڈ اقبال ممبر سینٹرل کمیٹی کی بھی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، وہ بھی تحسین کے قابل ہیں۔ امید ہے کہ سرخ پرچم پبلی کیشن کی طرف سے مستقبل قریب میں نظریاتی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا جائیگا۔

یکم مارچ 2016

امداد قاضی
سیکرٹری جنرل
کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان

Scanned by CamScanner

مترجم کی طرف سے

زیرنظر کتاب ایک تحقیقی تھیسز ہے جسے یونان کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے چار برسوں کی عرق ریزی کے بعد تیار کیا۔اس تھیسز کو پہلے یونانی زبان میں شایع کیا گیا جبکہ اس کا انگریزی ترجمہ 2009ء میں شائع ہوا۔اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب ترجمے کا ترجمہ ہے۔

زیرنظر کتاب اس موضوع پر لکھی گئی کچھ بہت ہی خاص تحریروں میں سے ایک ہے جس میں سوویت یونین کی تحلیل کے سوال کو سائنسی انداز میں حل کرنے کی زبردست کوشش کی گئی ہے۔

میرے لئے یہ بات کسی اعزاز سے کم نہیں کہ اس انتہائی مؤقر اور گراں مایہ تصنیف کا اردو ترجمہ میں نے کیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تاریخی کام ہے جو میرے قلم سے صورت پذیر ہوا۔مجھے اِس کیلئے کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کے ساتھیوں کا بھی مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے مجھے اس قابل سمجھا اور مجھ پر اعتماد کیا۔

میں کوئی پیشہ ور مترجم نہیں ہوں اور نہ اس دستاویز کا ترجمہ کرنا میرے لئے بچوں کا کھیل تھا۔مصنفین نے یا غالباً انگریزی میں ترجمہ کرنے والوں نے اسے سہل بنانے کے سلسلے میں کوئی خاص توجہ نہیں دی ہے۔چنانچہ متعدد مقامات پر دس سطور تک کا بھی ایک ہی جملہ لکھا گیا ہے جبکہ کئی بار پورے کا پورا پیراگراف ہی ایک جملے پر محیط ہے۔فلسفہ، سائنس اور معیشت سمیت کئی علوم کی اصطلاحات کا وافر استعمال اس پر مستزاد ہے۔بہرحال ساری دقتوں کے باوجود میں نے اسے آسان اردو میں ترجمہ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے تاکہ یہ اردو کے تمام قارئین کیلئے قابل فہم ہو سکے۔تاہم اگر پھر بھی کہیں کوئی خامی نظر آئے تو اُسے ترجمے کی کمزوری سمجھا جائے۔

اثر امام ۲۰ ستمبر ۲۰۱۵ء

تعارف

یونان کی کمیونسٹ پارٹی (KKE) کی اٹھارویں کانگریس میں زیرنظر دستاویز پیش کی گئی جو کہ ردِ انقلاب کی کامیابی اور سرمایہ داری کی دوبارہ بحالی کے متعلق پارٹی کی تحقیق، تجزیے اور نقطہء نظر پر مبنی ہے۔چار برس قبل (2005ء میں) پارٹی کی سترھویں کانگریس نے یہ ہدف طئے کیا تھا جسے کامیابی کے ساتھ مکمل کر کے اٹھارویں پارٹی کانگریس منعقدہ 2009ء میں پیش کیا جا رہا ہے۔دنیا بھر کی کمیونسٹ پارٹیوں کی طرح یہ کام ہماری پارٹی کے حوالے سے بھی متاثر کن اور احسانِ عظیم کے مصداق ہے۔اس ہدف کو پانے کی ہماری کوشش پارٹی کی چودھویں کانگریس منعقدہ 1995ء سے لیکر اب تک کی مسلسل جدوجہد اور گہرے مطالعے کی دَین ہے۔یہ ایک ایسا ہدف تھا جو سوشلزم پر ہمارے کامل یقین اور اعلیٰ شعوری سطح کی گواہی دیتا ہے۔

ایک صدی سے بھی زیادہ عرصہ ہو چکا ہے جب سے سرمایہ دار مناظرے بازوں نے کمیونسٹ تحریک، انقلابی محنت کش طبقوں اور پرولتاری آمریت کے خلاف منفی پروپیگنڈے کی آگ دھکائے رکھی ہے۔بالخصوص وہ روس کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی حاصلات پر آگ بگولہ ہیں اور ان تمام مرحلوں کو بڑی شدّ ومدّ کے ساتھ اپنے حملوں کا نشانہ بناتے ہیں جب انقلاب نے سارے موقعہ پرستوں اور ردِ انقلابیوں کی سرگرمیوں کا پردہ فاش کر دیا تھا۔یہ ایسی سرگرمیاں تھیں جو سماجی اور سیاسی سطح پر براہ راست یا بالواسطہ طور پر انقلاب کو متاثر کرتی تھیں۔

ایک صدی سے بھی زیادہ عرصہ ہو چکا ہے کہ انقلابی جدوجہد کی ضرورت سے انکار اور فرار کی ساری شکلوں کو ''جمہوری سوشلزم'' کے نام سے پیش کیا جارہا ہے جو نام نہاد ''مطلق العنان'' اور ''آمرانہ'' کمیونزم کی متضاد صورت بتائی جارہی ہے۔سائنسی کمیونزم اور طبقاتی جدوجہد کے خلاف اس طرح کی دلیل بازیوں اور بدگوئی کو ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔اس طرح کی تہمتیں اور الزام تراشیاں صرف سرمایہ داری کے عہد ہی میں نہیں موجود ہوتیں بلکہ یہ کئی طرح کے دوسرے نظاموں اور یہاں تک کہ نئے معاشرے کی تعمیر کے مرحلے میں یا کمیونسٹ تعلقات کی پختگی کے عمل کے دوران بھی

Scanned by CamScanner

اس طرح کا منفی پروپیگنڈہ اور مخالفت موجود رہتی ہے۔

آج بین الاقوامی موقعہ پرستی نے خود کو ''یورپی بائیں بازو کی پارٹی'' کی چھتری تلے جمع کیا ہے ''جمہوری سوشلزم'' کا پیپا بجاتے ہوئے سرمایہ داری کے بحران پر لفاظی بھری طویل تحریریں جھاڑتے رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ''سوشلسٹ جمہوریت'' پر بحث کے دوران مختلف حربے استعمال کرتے ہوئے بیسویں صدی میں سوشلزم کی ساری کامیابیوں سے لاتعلقی کا اظہار کیا جارہا ہے۔ کچھ معاملوں میں یہ موقعہ پرست سوویت یونین کی پوری 70 سالہ تاریخ کا انکار کرتے ہیں جبکہ کچھ دیگر معاملوں میں یہ بالخصوص اس عہد کا انکار کرتے ہیں جس میں سوویت یونین کی سوشلسٹ بنیادیں کھڑی کی جارہی تھیں۔ بہر حال انہیں تمام صورتوں میں سوشلزم مخالف رجحانات کی حمایت کرتے ہوئے ہی پایا گیا ہے۔

KKE سوویت یونین میں سوشلسٹ تعمیر، بیسویں صدی کے دوران عمومی طور پر سوشلسٹ تعمیر، سماجی ترقی کی جدوجہد اور انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال ختم کرانے کی جدوجہد کے سوالات پر ہمیشہ ثابت قدم رہی ہے۔

آج ہماری پارٹی نظریاتی طور پر پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط اور سیاسی طور پر زیادہ تجربہ کار بن چکی ہے۔ آج ہم سرمایہ داری کے تمام مراکز کی طرف سے ہر طرح کے نظریاتی حملوں کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں جو وہ اپنے جرائد، کتابوں اور نظام تعلیم کے ذریعے سوشلزم کے خلاف کرتے ہیں۔ ہماری مراد ان حملوں سے ہے جو پارٹی کے قرب وجوار میں کیے جاسکتے ہیں یا خود پارٹی کے اندر سے بھی ہو سکتے ہیں۔

ہم طبقاتی جدوجہد کی پوری بے رحم تاریخ کا مطالعہ کررہے ہیں جو نئے معاشرے میں عبور کے دوران کی گئی تھی۔ طبقاتی جدوجہد جو نئے معاشرے کی بنیادیں ڈالتے وقت، اس کی تعمیر اور ترقی کے دوران، نئے تعلقات کو وسعت دینے اور مستحکم بنانے کے دوران، پیداوار اور اس کی تقسیم کے عمل کے دوران، سارے سماجی تعلقات کے قیام اور استحکام کے دوران ایک نئے انسان کی تشکیل کے دوران کی

گئی، کا مطالعہ کررہے ہیں۔ ہم تضادات، غلطیوں اور فرار کی ساری کاروائیوں کو بے نقاب کررہے ہیں۔ ہم مذاہب کی تردید کرنے اور دیگر فروعی مسائل میں الجھ کر اپنی توانائیاں ضایع کرنے پر یقین نہیں رکھتے۔

ہم چیزوں کو تنقید اور خود تنقیدی کے مراحل سے گذارتے ہیں تا کہ بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کا حصہ ہونے کے ناطے سرمایہ داری کے خاتمے اور سوشلزم کی تعمیر کی جدوجہد میں KKE کو مزید مضبوط اور مستحکم بنا سکیں۔ ہم سوشلسٹ تعمیر کی پوری تاریخ کا خود تنقیدی انداز میں مطالعہ کررہے ہیں جو ہمیں ہماری کمزوریوں، نظریاتی کوتاہیوں اور غلط تشریحات سے باخبر رکھتا ہے جو بذاتِ خود ایک حد تک مسئلے کی بنیاد تھیں۔

ہم سوشلزم کے متعلق اپنے نقطہ نظر کو مزید وسیع، درخشاں اور مکمل بنانے کیلئے اضافی مطالعہ، تحقیق اور نتائج اخذ کررہے ہیں۔ ہم باشعور سرگرمیوں کے ذریعے تمام مشکلات پر قابو پانے اور ساری کمزوریوں سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کررہے ہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ مستقبل میں سوویت یونین کے تجربے سے متعلق مطالعہ جو ہماری پارٹی اور بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کریگی معاملات کو مزید واضح کریگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مستقبل میں ہمارے مطالعے اور اس سے اخذ کردہ نتائج کے حوالے سے نئے سوالات ابھریں گے۔ سوشلزم، کمیونزم کے نظریئے کی ترقی ایک ضرورت ہے۔ یہ ایک زندہ وجاوید عمل ہے۔ یہ ہماری پارٹی اور بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کیلئے آج بھی کل بھی ایک **چیلینج** ہے اور رہیگا۔

KKE کو انقلابی تسلسل برقرار رکھنے کا تجربہ ہے۔ معلومات وسیع بنانے اور نقطہ نظر کی وحدت قائم رکھنے کے حوالے سے ہم اپنی چودھویں کانگریس منعقدہ 1995ء سے لیکر ابتک ایک بے مثال تاریخ کے حامل ہیں۔

کانگریس سے پہلے کی تمام کاروائیوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہماری پارٹی کے ارکان اور کیڈر ذمہ دار اور مناسب طور پر پختہ ہوچکے ہیں۔ کیونکہ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی طرف سے پیش کی گئی تھیسز کی منظوری کے بعد سب نے اس کے مطابق عمل کیا اور پارٹی پالیسی کی کامیابی کے حوالے سے

Scanned by CamScanner

بھرپور عمل کیا۔

پارٹی کی نومنتخب مرکزی کمیٹی کو یہی ہدف بھی دیا گیا ہے کہ متذکرہ بالا مسائل کے مزید مطالعے اور تحقیق کا انتظام کرے۔ کمیونسٹ قوتوں سے تعاون حاصل کرے۔ بالخصوص ان ممالک سے تعاون حاصل کرے جو ماضی میں سوشلسٹ تعمیر میں ملوث رہے ہیں۔ مرکزی کمیٹی کو ایسی راہیں بھی تلاش کرنی ہونگی جنہیں استعمال کرتے ہوئے پارٹی ارکان ان خصوصی مطالعہ جات سے حتمی اور درست نتائج اخذ کرنے کے قابل بن سکیں۔

اٹھارویں کانگریس کے تازہ فیصلے کے ساتھ KKE سوشلزم کے متعلق اپنے نقطہ نظر کو مزید بہتر، مکمل اور درخشاں بنا رہی ہے۔

ہماری پارٹی پہلے سے زیادہ مضبوط اور متحد ہو کر ابھر رہی ہے۔ ہماری پارٹی نئے محنت کش طبقے اور عوامی قوتوں، بالخصوص نوجوانوں کو سوشلزم کی جدوجہد میں شریک اور متحد رکھنے کی اہل ہے۔

پارٹی کی اٹھارویں کانگریس نے انقلابی امید پرستی کا اظہار کرتے ہوئے یقین دلایا ہے کہ آنے والے برسوں میں نظریاتی اور حکمت عملی کے اتحاد کے نتیجے میں بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک دوبارہ ابھرے گی۔

سوویت یونین کی ناکامی کے داخلی وخارجی اسباب

☆ ترقی وخوشحالی میں اشتراکیت کا کردار:۔

انیسویں صدی عیسوی کے وسط تک سرمایہ داری کی ترقی اور اس کے نتیجے میں طبقاتی جدوجہد میں آئی تیزی نے کمیونزم کی تاریخی اہمیت کو دنیا کے سامنے بھرپور نمونے سے پیش کیا۔ 1848ء میں کارل مارکس اور فریڈرک اینگلس کی مشترکہ کوششوں کے نتیجے میں تحریر شدہ کمیونسٹ مینی فیسٹو دنیا کا پہلا ایسا پروگرام تھا جس میں سائنسی کمیونزم کو بیان کیا گیا تھا۔ دنیا کا پہلا پرولتاری انقلاب پیرس کمیون تھا جو 1871ء میں وقوع پذیر ہوا۔ جبکہ بیسویں صدی اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی کامیابی اپنے ساتھ لائی جو 1917ء میں روس میں کامران ہوا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب تاریخ انسانیت میں عظیم تہذیبی حاصلات کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اس نے عملاً ثابت کر دکھایا کہ انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال ختم کیا جا سکتا ہے۔ نتیجتاً دوسری عالمی جنگ کے بعد یورپ، ایشیاء اور امریکی برِ اعظموں میں سوشلسٹ تعمیر کی غرض سے متعدد ممالک میں ریاستی اقتدار کو فتح کیا گیا۔

سوشلسٹ ممالک کے متعدد مسائل اور پریشانیوں کے باوجود بیسویں صدی کے سوشلسٹ نظام نے سرمایہ داری پر سوشلزم کی برتری کو ثابت کیا۔ علاوہ ازیں اس نے یہ بھی ثابت کیا کہ انسانی زندگی اور حالات کار میں بہتری اور مزید بہتری کے سلسلے میں سوشلزم کی حاصلات بے شمار تھیں۔

سوویت یونین اور پوری دنیا کا سوشلسٹ نظام ہی تھا جس نے حقیقی معنوں میں سامراجی جارحیت کو منہ توڑ جواب دیا تھا۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران عوام کی فاشزم مخالف جنگ میں فتح کے پیچھے سوویت یونین کا بہت اہم اور بھاری بھرکم کردار موجود تھا۔ سوویت یونین نے قابض جرمن فوجیوں سے نہ صرف یہ کہ اپنے وطن کی حفاظت کی، اس کی آزادی اور خودمختاری کو تحفظ دیا بلکہ سوویت یونین نے تو جرمنی اور اس کے اتحادیوں کی پوری جنگی مشین کو نیست ونابود کر ڈالا۔ اس نے یورپ میں بھی جرمن فاشیوں کے ہاتھوں متعدد مقبوضہ ممالک کو آزادی دلائی۔ دو کروڑ سے زائد سوویت شہریوں نے اپنے وطن کی حفاظت کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کیا۔ جبکہ ایک کروڑ سوویت باشندے اس جنگ میں معذور بنا

Scanned by CamScanner

دیئے گئے یا زخمی ہوئے تھے۔ اسی طرح سوویت یونین کا مالی نقصان بھی نا قابل شمار تھا۔

سوویت یونین کی سُرخ فوج کی فتح نے کمیونسٹ پارٹیوں کی قیادت میں قومی آزادی کی تحریکوں اور فسطائیت مخالف تحریکوں کو دنیا بھر میں بڑھاوا دیا۔ مشرقی اور وسطی یورپ کے متعدد ممالک میں فسطائیت مخالف جدوجہد اور تحریکیں، سوویت یونین کی گراں قدر شراکت کے ساتھ دراصل بورژوازی کو اقتدار سے محروم کرنے کی جدوجہد کے ساتھ جڑی ہوئی تھیں۔

اشتراکی ریاست نے استحصال، سامراجی جارحیت اور غیر ملکی قابض قوتوں کے خلاف برسرِ پیکار عوام کے درمیان یکجہتی کی تاریخی مثالیں قائم کیں۔ انہوں نے نوآبادیاتی نظام کے خاتمے اور فوجی چپقلشوں اور اختلافات کو گھٹانے کے حوالے سے کلیدی کردار ادا کیا۔

سرمایہ دارانہ معاشروں میں کئی عشروں تک اشتراکی ریاستوں کے محنت کشوں کی کامیابیوں اور حاصلات کو بطورِ حوالہ پیش کیا جاتا رہا اور محنت کش عوام کی بڑی تحریکیں ان کامرانیوں سے ہمت و حوصلہ پاتی رہیں۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد دنیا میں طاقت کا توازن جس طرح شکل پذیر ہوا تھا اس نے سرمایہ دارانہ ریاستوں کو ایک مخصوص حد تک پیچھے کی طرف دھکیل دیا اور انہیں مجبور کیا کہ وہ انقلابی خطوط پر چلنے والی تمام مزاحمتی تحریکوں کو روکنے کیلئے حکمت عملی ترتیب دیں اور انہیں محنت کشوں کی تحریکوں کو مسلنے کیلئے بڑے پیمانے کی کاروائیاں کرنی پڑیں۔

سرمایہ دارانہ تعلقاتِ پیداوار کے خاتمے نے انسان ذات کو اُجرتی غلامی سے نجات دلائی، پیداوار اور سائنسی ترقی کیلئے راستے کھولے تاکہ انسانی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل ہو سکے چنانچہ ہر ایک کو یقینی روزگار میسّر ہوا، عوام کو صحت اور تعلیم کی مفت سہولیت ملی، ریاست کی طرف سے عوام کو بہتر اور سستی سہولیات فراہم کی گئیں، گھر مہیا کیے گئے اور ثقافتی و ذہنی تخلیقی عمل تک ہر ایک کی رسائی ممکن بنائی گئی۔

اشتراکیت کی عظیم کامیابیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے جہالت کے اندھیروں کو ختم کیا، تعلیمی سطح کو بلند کیا اور خصوصی تعلیم و ہنر کی تربیت کے ذریعے بے روزگاری کا مکمل خاتمہ

کیا۔ 1970ء کے اعداد و شمار کے مطابق سوویت یونین میں محنت کشوں کی شہری آبادی کا 3/4 فیصد جبکہ دیہاتوں میں اقامت پذیر محنت کشوں کی پچاس فیصد آبادی ثانوی یا اعلیٰ تعلیم مکمل کر چکی تھی۔

نازی یلغار سے پہلے کے 24 برسوں کے دوران سوویت یونین نے معاشی و سماجی ترقی کے سلسلے میں زبردست کامیابی حاصل کی اور موروثی عدم مساوات کا خاتمہ کر دیا۔ اشتراکی تعمیر کے جزولاینفک کے طور پر ثقافتی انقلاب نے محنت کش عوام کو انسانی ثقافت و تہذیب کی کامیابیوں کے متعلق جاننے اور انہیں استعمال میں لانے کے امکانات سے روشناس کرایا۔

1975ء میں سوویت یونین میں یہ آئینی ضمانت موجود تھی کہ محنت کشوں کے اوقاتِ کار فی ہفتہ 41 گھنٹوں سے زیادہ نہیں ہونگے۔ یہ تناسب ساری دنیا میں سب سے کم تھا۔ تمام محنت کشوں کیلئے آرام و تفریح کے دن مختص کئے گئے تھے اور ان کو سالانہ تعطیلات منانے کا قانونی حق دیا گیا تھا جبکہ تعطیلات کے دوران انہیں تنخواہ بھی ملتی رہتی تھی۔ یوں کام سے فراغت کے اوقات میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا اور محنت کشوں کی فارغ البالی دیگر طبقاتی معاشروں کی طرح نہیں تھی جہاں بہت بڑی افرادی قوت ناکارہ بنی بیٹھی تھی۔ اس کے برعکس سوویت محنت کشوں کے فراغت کے اوقات کو ان کی تعلیمی و ثقافتی سطح کی بلندی کیلئے استعمال میں لایا جانے لگا، انہیں محنت کشوں کی قوت میں اضافے اور پیداواری یونٹوں اور اداروں کی تنظیم کاری سیکھنے اور اس پر قابو حاصل کرنے کی تربیت دی جاتی تھی۔

اشتراکی ریاست کی اولین ترجیح محنت کش عوام کو سماجی تحفظ فراہم کرنا تھا۔ سوویت یونین کی اشتراکی ریاست نے خواتین کیلئے رٹائرمینٹ کی عمر 55 جبکہ مرد محنت کشوں کیلئے ساٹھ برس مقرر کی، علاوہ ازیں رٹائرمینٹ حاصل کرنے والے محنت کشوں کیلئے زیادہ سے زیادہ مراعات کا قانونی انتظام کیا۔ بیمہ پالیسیوں اور ریاستی رٹائرمینٹ فنڈ کے ذریعے محنت کشوں کو زیادہ سے زیادہ معاشی امداد فراہم کی گئی۔ سوویت یونین کے علاوہ یورپ کے باقی اشتراکی ممالک میں بھی کم و بیش یہی صورتحال تھی۔

اشتراکی اقتدار نے خواتین کے خلاف عدم مساوات کا قلع قمع کیا اور دیگر حقیقی مشکلات پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کی۔ سوشلزم نے ماؤں کے کردار کی اہمیت کو عملی طور پر تسلیم اور اجاگر کیا۔ ساتھ

Scanned by CamScanner

ہی بچوں کی صحت کے حوالے سے اہم اور بنیادی اقدامات اُٹھائے گو کہ مرد و عورت کے درمیان طویل عرصے سے موجود اختلاف وتفریق کو مکمل طور پر تو ختم نہیں کیا جاسکا تاہم سیاسی، معاشی و ثقافتی میدانوں میں عورت و مرد کے فرق کو بڑی حد تک دور کیا گیا۔

پرولتاریہ کی آمریت یعنی انقلابی محنت کشوں کی قوت واقتدار نے ریاستی شکل وصورت میں استحصال زدہ عوام کی نمائندگی کی۔ استحصالی اقلیت کے مفادات کا تحفظ کرنے کی بجائے اس پرولتاری ریاست نے استحصال کا شکار ہونے والی عوامی اکثریت کے مفادات کا تحفظ کیا جس سے یہ ثابت ہوا کہ اشتراکی ریاست جمہوریت کی اعلیٰ ترین شکل ہوتی ہے۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ پیداواری یونٹ کو جمہوریت کا مرکزہ بننے کا موقعہ ملا۔ محنت کش عوام کو اقتدار اور انتظامیہ میں شراکت ملی۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ محنت کشوں کو اپنی صفوں میں سے نمائندے منتخب کر کے اعلیٰ عہدوں پر تعینات کرنے اور انہیں واپس بلانے کا اختیار نصیب ہوا۔ محنت کشوں کے اقتدار نے عوام کی اہمیت کو بہت بڑھا دیا اور عوامی تنظیموں کی بہت بڑی تعداد منظم کی گئی۔ ٹریڈ یونین، ثقافتی، تعلیمی، خواتین، نوجوانوں سمیت آبادی کی اکثریت کو منظم کیا گیا۔

سرمایہ داروں اور موقعہ پرستوں کا آزادی و جمہوریت کے حق میں سارا پروپیگنڈہ دراصل سرمایہ دارانہ پارلیمانی نظام اور سرمایہ دارانہ فردیت پسندی کے ساتھ نجی ملکیت رکھنے کی سرمایہ دارانہ آزادی کے حق میں ہوتا ہے۔ جبکہ فی الحقیقت سرمایہ داری کے تحت آزادی اور جمہوریت کا مطلب معاشی جبر وغلامی ہے، سرمایہ کی آمریت ہے، معاشرے میں بالعموم جبکہ سرمایہ دارانہ اداروں اور کارگاہوں میں بالخصوص یہ مظہر دیکھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ہم جب محنت کش طبقات کی شراکت داری اور ان کو حاصل اختیار واقتدار پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں تو ہماری اس تنقید کو سوویت یونین میں جمہوریت اور 'حقوق' پر سرمایہ دارانہ تنقید و دلیل بازی کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا جانا چاہیے۔

اکتوبر انقلاب نے ایک دیوہیکل کثیر القومی ریاست کے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے ہر طرح کے قومی جبر وغلامی کا قلع قمع کیے جانے کے عمل کو ممکن بنایا۔ سوویت یونین نے قومی غلامی و جبر کی تمام اشکال کو قولاً وفعلاً معدوم کر دیا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ جب سوویت یونین میں اشتراکی تعلقات فرسودہ ہونے

لگے اور بالخصوص 1980ء کی دہائی میں ردِ انقلاب کی قوتیں مستحکم ہوئیں تو حالات اتنے قابل فخر نہیں رہے تھے۔

اشتراکی ریاستوں نے پرولتاری بین الاقوامیت کے اصول کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے باہمی تعاون اور معاشی تعلقات کو مستحکم کرنے کے سلسلے میں سنجیدہ اقدامات کیے۔ 1949ء میں تمام اشتراکی ریاستوں نے مل کر کونسل آف میوچوَل اسسٹنس نامی بین الاقوامی تنظیم تشکیل دی جو اپنی نوعیت کی بے مثال تنظیم تھی جس کے تمام اراکین مساوات، اخوت اور مشترکہ مفادات کے تحت متحد و منظم ہوئے تھے اور ان میں چھوٹے بڑے کی کوئی تفریق نہیں تھی اور نہ ہی بڑی اشتراکی ریاست کسی بھی چھوٹی اشتراکی ریاست کا استحصال کرتی تھی۔ ان ساری انقلابی پرولتاری ریاستوں میں اشتراکیت کی تعمیر و ترقی کی سطح یکساں نہیں تھی کیونکہ اس کا براہِ راست تعلق سرمایہ دارانہ ترقی سے ہے۔ مذکورہ ممالک میں ترقی کی سطح خود سرمایہ داری کے تحت یکساں نہیں تھی۔ اور جب تقابلی جائزے پیش کیے جاتے ہیں تو اس بات کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے۔

اشتراکی ریاستوں کی کامیابیاں۔ اگر انہیں سرمایہ دار ریاستوں میں محنت کشوں کے معیارِ زندگی سے تولا جائے یا ان کا خود ان اشتراکی ریاستوں کے نقطہ آغاز سے تقابل کیا جائے جب ان ممالک میں پرولتاریہ کامیاب ہوئے تھے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ سوشلزم خلقی طور پر پورے معاشرے اور انسان ذات کی ترقی وخوش حالی کے عظیم امکانات کا حامل ہے۔

جسے ہم تاریخی طور پر 'نیا' کہہ سکیں وہ یہ ہے کہ اشتراکی ترقی نے عوام کو من حیث المجموعی فائدہ پہنچایا۔ اس کے برعکس سرمایہ دارانہ ترقی کے تحت استحصال اور سماجی عدم مساوات و ناانصافی لازم وملزوم ہوتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ ترقی نے امریکی برِاعظم میں اصل باشندوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ آسٹریلیا میں بھی ظلم وبربریت کی انتہا کر دی گئی۔ گذشتہ صدیوں میں بڑے پیمانے پر انسانوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا گیا، خصوصاً امریکہ میں نوآبادیاتی استحصال، پیداوار میں انتشار، معاشی بحران، سامراجی جنگوں، کم سن بچوں سے جبراً لی گئی مشقت وغیرہ نے مل کر سرمایہ دارانہ ترقی میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔

سوویت یونین میں اشتراکی تعمیر و ترقی نیز انسانیت کیلئے اس کی خدمات کو لازماً سامراجی ناکہ بندی کے ساتھ جوڑ کر دیکھنا اور سمجھنا چاہیے جو بہت بڑی تباہی و بربادی، مسلسل خطرات اور رکاوٹوں کا سبب بنی۔

Scanned by CamScanner

☆ سوشلزم:۔کمیونزم کے ابتدائی مرحلے کے طور پر:

فکری بنیادیں۔

سوشلزم دراصل کمیونزم کا پہلا مرحلہ ہے۔کمیونسٹ سماجی معاشی تشکیل کے پہلے مرحلے کو سوشلزم کہا جاتا ہے۔ یہ ایک غیر ترقی یافتہ، ناپختہ کمیونزم ہی ہے۔ یہ کوئی الگ اور آزاد سماجی معاشی تشکیل نہیں ہے۔

مکمل طور پر کمیونسٹ رشتوں کا اطلاق اس امر کا خواہاں ہوتا ہے کہ اس کے نچلے مرحلے یعنی سوشلزم کی تمام کمزوریوں پر قابو پالیا جائے اور اس کی ناپختگی کو مکمل طور پر پختہ بنا دیا جائے۔

ناپختہ کمیونزم بذاتِ خود اس بات پر گواہ ہے کہ پیداوار اور تقسیم پیداوار میں ہنوز مکمل کمیونسٹ رشتے قائم نہیں ہوئے تاہم کمیونسٹ طریق پیداوار کا بنیادی قانون یعنی 'تمام پیداوار لوگوں کی سماجی ضروریات پوری کرنے کیلئے ہوگی' سوشلزم کے تحت بھی مشعلِ راہ بنا ہوا ہوتا ہے۔

سوشلزم کے تحت بڑے ذرائع پیداوار سماجی ملکیت بنا دیے جاتے ہیں تاہم ابتدا میں انفرادی یا گروہی ملکیت کی شکلیں موجود رہتی ہیں جو کہ جنس Commodity اور پیسہ کے رشتوں کی بنیاد ہوا کرتی ہیں۔جن شعبہ جات میں پیداواری قوتوں نے ہنوز کافی ترقی نہیں کی اور ترقی کی کم تر سطح ابھی اس بات کی متحمل نہیں ہوتی کہ ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت کا خاتمہ کر کے انہیں سماج کی مشترکہ ملکیت قرار دیا جائے، وہاں پیداوار کی امداد باہمی پر مبنی صورتیں تشکیل دی جاتی ہیں۔ملکیت کے گروہی رشتے دراصل نجی ملکیت سے سماجی ملکیت کی طرف عبور کا کام کرتے ہیں۔لیکن انہیں بہر طور کمیونسٹ رشتوں کی ناپختہ شکل نہیں گردانا جاسکتا۔اگر ہم وسیع معنوں میں دیکھیں تو سماجی ضروریات کا ایک حصہ اِسی دور میں بھی مکمل ہوجاتا ہے تاہم انفرادی استعمال کیلئے سماجی پیداوار کا ایک بہت بڑا حصہ تب بھی 'ہر ایک سے اس کی اہلیت کے مطابق' اور 'ہر ایک کو اس کے کام کے مطابق' کے اصول کے تحت تقسیم کیا جاتا ہے۔جبکہ ترقی یافتہ کمیونزم کے تحت سماجی پیداوار کی تقسیم 'ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق' کے اصول کے تحت کی جاتی ہے۔

معاشی عدم پختگی کی وجہ سے سوشلزم کے تحت سماجی عدم مساوات کی کچھ شکلیں بہر حال موجود رہتی ہیں۔مثلاً شہروں اور دیہات، ذہنی محنت کرنے والے اور جسمانی محنت کرنے والے مزدور، ہنر منداور غیر ہنر مند مزدور کے بیچ نمایاں اختلافات یا تضادات تک بھی موجود ہوسکتے ہیں۔ان تمام عدم مساواتی صورتوں کو رفتہ رفتہ اور منصوبہ بندی کے تحت مکمل طور پر ختم کیا جائیگا۔

سوشلزم کی تعمیر کے دوران محنت کش طبقہ محض لفاظی کی حد تک نہیں بلکہ حقیقی طور پر پیداواری عمل کے مختلف مراحل کے متعلق معلومات حاصل کرتا ہے۔وہ کام کی نگہداری اور محنت کی تنظیم میں حقیقی کردار ادا کرنے کے بارے میں سیکھتا ہے۔

ہر چند کہ یہ عمل مشکلات و مصائب سے بھرا ہوا ہوگا تاہم اس کے باوجود بھی یہ ممکن ہوتا ہے کہ محنت کشوں کو پیداواری عمل میں جو منتظم کی ذمہ داریاں نبھانی پڑتی ہیں، محنت کش، جو ذہنی مشقت کرتے ہیں اور جن کے پاس اعلیٰ سائنسی مہارتیں بھی ہیں۔۔۔اس کے بل بوتے پر وہ انفرادی دلچسپیوں کو دور پھینکتے ہوئے اجتماعی مفادات اور سماجی ملکیت کے تحفظ کی طرف جھک جائیں۔حالانکہ محنت کی جانب کمیونسٹ رویہ ہنوز ناپید ہوتا ہے تاہم اس مرحلے پر بھی محنت کش سماجی پیداوار میں سے بڑے حصے پر مالکانہ دسترس کا مطالبہ کرتے ہیں۔

سوشلزم کی تعمیر کے عہد میں سرمایہ داری سے ترقی یافتہ کمیونزم کی طرف عبور کے انقلابی سفر کے دوران معاشرہ چھلانگ لگا کر وہاں پہنچتا ہے، ارتقا کر کے نہیں۔مذکورہ انقلابی چھلانگ معیار کے لحاظ سے پچھلے زمانوں کی تمام انقلابی چھلانگوں سے بہتر ہوتی ہے۔

وہ اس لئے بھی کہ چونکہ کمیونزم ایک ایسا نظامِ حیات ہے جو کسی بھی طرح کے استحصال سے مبرّا و منزّہ ہے لہٰذا سرمایہ داری ہی کے ڈھانچے میں رہتے ہوئے ارتقائی انداز میں اس تک نہیں پہنچا جاسکتا بلکہ اس کیلئے چھلانگ لگا کر تمام رکاوٹیں پار کرنی ہونگی۔ایک نئے نظام کے 'بیجوں' کی کرم خوردہ و بوسیدہ نظام کے باقی ماندہ آثار کو مٹا کر ختم کر دینے والی جدوجہد سماجی زندگی کے تمام شعبوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔یہ جدوجہد معاشی رشتوں میں انقلابی تبدیلیوں اور تمام معاشرتی تعلقات کو کمیونسٹ

Scanned by CamScanner

تعلقات میں تبدیل کرنے کیلئے ہوتی ہے۔

سماجی انقلاب کو محض اقتدار پر قبضہ کرنے اور اشترا کی ترقی کیلئے معاشی بنیادیں فراہم کرنے تک محدود نہیں رکھا جا سکتا بلکہ اسے سوشلزم کے سارے دور میں مسلسل بڑھانا اور پھیلانا ہوگا۔ سوشلزم کو اس قدر ترقی یافتہ بنانا ہوگا کہ کمیونزم کی اعلیٰ سطح حاصل کی جا سکے۔ سرمایہ داری سے ترقی یافتہ کمیونسٹ معاشرے تک کے اس طویل عبوری دور میں، محنت کشوں کے انقلابی اقتدار کی پالیسیاں۔۔۔ جس میں کمیونسٹ پارٹی محنت کشوں کی رہنما قوت کے طور پر شامل ہوگی۔ ترجیحاً نئے سماجی رشتے قائم کرنے، انہیں بڑھانے اور مستحکم بنانے کیلئے وقف ہونگی۔ محض خیالی جنت نہیں بلکہ کمیونسٹ طریق پیداوار پر انحصار قائم کرتے ہوئے یہ پالیسیاں کبھی پیچھے نہیں ہٹنے والی اور زبردست قوت کی حامل ہونگی۔

یہی وجہ ہے کہ محنت کش طبقات کی طرف سے نئے حالات میں نئے انداز سے طبقاتی جدوجہد جاری رہتی ہے۔ یہ طبقاتی جدوجہد محض اس وقت تک جاری نہیں ہوتی جب سوشلزم کی بنیادیں ڈالی جا رہی ہوتی ہیں بلکہ سوشلزم کو ترقی یافتہ سوشلزم بنانے کے مرحلے میں بھی محنت کش طبقات کی طبقاتی جدوجہد ختم نہیں ہوتی۔ دراصل یہ نجی اور گروہی ملکیت کی تمام صورتوں نیز پیٹی بورژوا سوچ کے مکمل خاتمہ تک جاری رہنے والی ایک جنگ ہے۔ جو پیٹی بورژوا سوچ تاریخی طور پر بڑی گہری جڑیں رکھتی ہے۔

یہ مساوات پر مبنی سماجی شعور اور رویہ پیدا کرنے کی جدوجہد ہے جو محنت کے سماجی کردار کے ساتھ براہِ راست منسلک ہو۔ نتیجتاً طبقاتی برتری قائم کرنے کے آلے اور طبقاتی جدوجہد کو تیز اور بار آور بنانے کیلئے پرولتاری آمریت کا قیام ناگزیر بن جاتا ہے۔ فقط عبوری دور میں ہی نہیں بلکہ 'نئے اقتدار' کو مستحکم کرنے کے دور میں بھی، ترقی کے نچلے زینے سے اوپری زینے تک چڑھنے کا عمل محض سادہ چڑھائی کا عمل نہیں ہوتا سوشلزم کی ترقی کے دوران بھی پرولتاری آمریت کی ضرورت درپیش ہوتی ہے حتیٰ کہ جب تک سوشلزم کی اعلیٰ منزل یعنی کمیونزم حاصل کر لی جائے۔

سوشلسٹ تعمیر ایک ایسا مسلسل عمل ہے جو اقتدارِ اعلیٰ پر محنت کش طبقات کے قبضے سے شروع ہوتا ہے۔ ابتدا میں نیا طریق پیداوار متعارف کرایا جاتا ہے جو سرمایہ اور محنت کے درمیان رشتے سمیت

تمام سرمایہ دارانہ تعلقات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے بعد عمل میں لایا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں نئے کمیونسٹ رشتے استوار اور مستحکم کیے جاتے ہیں۔ ایک 'نیا انسان' تشکیل پاتا ہے جس سے یہ ضمانت مل جاتی ہے کہ محنت کشوں کی قوت کو اب کبھی نہیں ہرایا جا سکے گا۔ یہ تبھی ممکن ہوگا جب ساری دنیا یا کم از کم انتہائی ترقی یافتہ سامراجی ممالک میں سارے سرمایہ دارانہ رشتوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔

سوشلزم میں شکست کھا کر سرمایہ داری کی طرف لوٹ جانے کے امکانات موجود رہتے ہیں۔ اس طرح کی شکست کوئی نئی بات نہیں ہے۔ سماجی تعمیر و ترقی کے سفر میں اس طرح کی شکست کو محض ایک عارضی مرحلہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ انسانی تاریخ میں کسی بھی سماجی معاشی نظام کو فوری اور مستحکم فتح نصیب نہیں ہوئی۔ سرمایہ دارانہ تعلقات کے خاتمے اور نئے معاشی تعلقات قائم کرنے کیلئے بھی یہ تو خود سرمایہ داری کی فتحیاب ہوئی تاریخ کے ذریعے بھی واضح کیا ہوا عمل ہے۔

ایسی سوچ جو 'عبوری معاشروں' کے وجود کے حق میں دلائل پیش کرنے کیلئے خود کو ہمیشہ پیش کرتی رہتی ہے، سرمایہ داری کے ساتھ اپنے مخصوص تعلقات اور اسی وقت سوشلزم کے ساتھ بھی رشتوں میں منسلک رہنے کی بناء پر ایک غلط سوچ ہوتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے شروع کرتے ہوئے عموماً چین اور ویت نام میں سرمایہ دارانہ رشتوں کی ترقی کو غلط طور پر 'کئی رخوں والے عبوری معاشروں' کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو قطعاً غلط ہے۔

ہم اُس دور کی امتیازی خصوصیتوں کو نظر انداز نہیں کرینگے جسے سارے مارکسی ادب میں 'عبوری عہد' کہا گیا ہے۔ یہ وہ عہد ہوتا ہے جسکے دوران سوشلسٹ انقلاب کامیابی کیلئے راہیں تلاش کرتا ہے۔ جس میں ممکنہ خانہ جنگی کی سی صورت حال پیدا ہو رہی ہوتی ہے۔ سوشلسٹ تعلقات جو حال ہی میں قائم ہونا شروع ہوئے ہوتے ہیں کی سرمایہ دارانہ تعلقات کے خلاف جو ابھی تک مکمل طور پر مٹا نہیں دیئے جا سکے ہوتے کے خلاف جدوجہد تیز ہو چکی ہوتی ہے۔ تاریخی تجربہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ عبوری مرحلہ یا عبوری عہد طویل عرصے تک قائم نہیں رہتا۔ سوویت یونین میں یہ مرحلہ 1930ء کے وسط تک مکمل کر لیا گیا تھا۔ سابق زار شاہی روس کی کالونیوں میں جاگیرداری و سرقبیلی ورثہ کی موجودگی کی وجہ

Scanned by CamScanner

سے سوویت یونین میں سرمایہ دارانہ رشتوں کے خلاف جدوجہد کو تیز کر دیا گیا تھا اور سوشلسٹ بنیادیں کھڑی کرنے کیلئے بھی جدوجہد تیز کر دی گئی تھی۔ کامریڈ لینن نے اپنے زمانے میں یہ بات سمجھائی تھی کہ عبوری عہد کی فطرت اور اس کا دورانیہ اس بات پر منحصر ہوگا کہ سوشلزم کی سرمایہ داری سے چھینی ہوئی پیداواری قوتیں ترقی کے کون سے زینے پر کھڑی ہیں۔ انہوں نے زور دیکر کہا کہ انتہائی ترقی یافتہ ممالک جہاں کی صنعت ترقی کی معراج پر ہے، میں سوشلزم کی طرف عبوری اقدامات کی بہت کم ضرورت پڑے گی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کچھ ممالک میں تو اس کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔

عبوری عہد کبھی بھی سوشلسٹ تعمیر کے عمل سے 'آزاد' نہیں ہوتا کیونکہ اسی عبوری عہد میں کمیونسٹ معاشرے کے پہلے مرحلے یعنی سوشلزم کی نیوڈالی جاتی ہے۔

اسی طرح سوشلزم کے عہد میں بھی ایک حد تک وجود رکھنے والے معاشرتی مسائل اور تضادات جیسے انفرادی پید(Commodity Money Relation)اور باہمی اشتراک وتعاون کے ذریعے پیداوار، جنس اور پیسوں کے بیچ رشتے کی موجودگی، شہر اور دیہات کے درمیان موجود فرق وغیرہ کو خالصتاً عبوری عہد ہی تک محدود سمجھنا بھی ایک غلطی ہوگی۔ اس طرح کی سوچ سوشلزم کے عہد کو غیر طبقاتی معاشرہ سمجھ لینے پر آمادہ کرتی ہے جس میں ذہنی وجسمانی مشقت کے درمیان تضاد مستقل مزاجی کے ساتھ موجود رہتا ہے اور یہی ایک خصلت ہے جو سوشلزم کے عہد کو ترقی یافتہ کمیونزم کے عہد سے ممیز بھی کرتی ہے۔ چنانچہ یہ اِسی فکر کا نتیجہ ہے کہ سوشلزم ہی کے عہد میں ریاست کے پاش پاش ہوجانے کو ممکن اور قابل عمل سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ پرولتاری آمریت کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ (پرولتاریہ کی آمریت کو سارے عوام کی آمریت میں بدل دیا جاتا ہے)۔ نقطہ نظر اپنے آپ کو طبقاتی سوچ سے علیحدہ کر دیتا ہے سوشلزم کے تحت ریاست اور طبقاتی جدوجہد کے سوال سے دور ہوجاتا ہے۔ یہ سوشلسٹ ترقی کے سلسلے میں داخلی عنصر کو کم اہمیت والا گردانتا ہے۔ کچھ صورتوں میں تو یہ نقطہ نظر نجی ومشترکہ ملکیت، نیز جنس اور پیسے کے تعلق کو خودرو انداز میں تباہ ہوتے ہوئے بھی دکھاتا ہے۔ مذکورہ نقطہ نظر اور پیداوار کنندگان کے درمیان حقیقی مسائل پر مصالحت کی کوشش کے دوران سماجی ملکیت کے کردار کو کم اہمیت دیتا ہے۔

کمیونسٹ طریقِ پیداوار کی تشکیل کب شروع ہوتی ہے؟ جب آپ بڑے اور ایک جگہ مرتکز ذرائع پیداوار کو سماجی ملکیت قرار دیتے ہیں، جب آپ مرکزی منصوبہ بند معیشت کا اجراء کرتے ہیں، جب آپ معیشت کی مختلف شاخوں میں قوت محنت کو تقسیم کرتے ہیں، جب آپ سماجی پیداوار کو منصوبہ بندی کے ساتھ تقسیم کرتے ہیں، جب آپ ایسے ادارے تشکیل دیتے ہیں جن کے ذریعے مزدوروں کے کنٹرول میں اضافہ ہو، ساری ریاست پر مزدوروں کا کنٹرول قائم ہو۔ ان نئے معاشی رشتوں کی بناء پر پیداواری قوتیں۔۔۔ انسان اور ذرائع پیداوار۔۔۔ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کرتے ہیں۔ پیداوار اور پورا معاشرہ منظم اور متحد ہوجاتا ہے۔ پیداوار کا سوشلسٹ ارتکاز عمل میں آجاتا ہے نیز سماجی خوش حالی کی ایک نئی سطح حاصل ہوجاتی ہے۔

یہ نئی سطح ممکن بناتی ہے کہ نئے پیداواری رشتوں کو مزید گہرا اور مستحکم بنایا جائے جو قبل ازیں اس قابل نہیں تھے کہ انہیں سماجی پیداوار میں براہِ راست شمار بھی کیا جاتا۔ محنت کشوں میں سماجی پیداوار کی بلاتفریق مساویانہ تقسیم، سماجی خدمات کی فراہمی، اوقاتِ کار میں مسلسل کمی کے سلسلہ میں جن پیشگی مادی حالات کی ضرورت ہوتی ہے انہیں مسلسل اور مستقل بنیادوں پر وسعت دی جاتی ہے۔ یہ سمجھنا کہ ذرائع پیداوار کی سماجی ملکیت قائم ہوتے ہی انتظامی محنت اور سرپرستانہ محنت کے درمیان فرق مٹ جاتا ہے، سنگین غلطی ہوگی۔ یہی بات اس پر بھی صادق آتی ہے کہ ذرائع پیداوار کو پرولتاری آمریت کے ذریعے سماجی ملکیت (ریاستی ملکیت) قرار دینا دراصل سماجی ملکیت قرار دینا نہیں ہوتا۔ یہ دلائل پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد کے دوران پرولتاری آمریت کو بطور آلے کے استعمال کرنے کے سوال پر غور کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ پرولتاری آمریت اپنے آپ کو محض بورژوازی کی انقلاب دشمن سرگرمیوں کو کچلنے تک ہی محدود نہیں کرتی بلکہ اس کے ذمہ تمام سماجی تضادات وتفریق نیز عدم مساوات کا قلع قمع کرنا اور معاشی رشتے استوار کرنے کا عظیم فریضہ بھی ہوتا ہے۔

سوشلزم کے تحت سماجی ملکیت قائم کرنے کا عمل' نیز معیشت اور سارے معاشرے کی تنظیم کاری' محنت کش طبقے کی ریاست ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ جس ریاست کو کمیونسٹ پارٹی کی رہنمائی میسر

Scanned by CamScanner

ہوگی جو محنت کش عوام کی بیداری وتحرک پر، ان کی طرف سے اختیار واقتدار پر قبضہ کر لینے پر ایمان رکھتی ہے۔

کمیونسٹ رشتوں کی مکمل برتری، نچلی سماجی معاشی سطح سے اعلیٰ سماجی معاشی سطح تک عبور کا عمل طبقات کے مکمل خاتمہ کا خواہاں ہوتا ہے۔ یہ فقط سرمایہ دارانہ ملکیت کا قلع قمع نہیں چاہتا بلکہ سماجی ملکیت اور ذرائع پیداوار پر تمام نجی، گروہی مالکانہ حقوق کا مکمل خاتمہ، شہر اور گاؤں کے درمیان ہر طرح کے فرق کا مکمل خاتمہ، ذہنی اور جسمانی محنت کے درمیان موجود فرق کی ساری شکلوں کا مکمل خاتمہ اور ہر طرح کے قومی تضادات کو مکمل طور پر جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا ہے۔

تعلقات پیداوار کے پیداواری قوتوں کی ترقی کی سطح کے ساتھ تال میل کے آفاقی سماجی قانون کے تحت، تاریخی طور پر پیداواری قوتوں کی ترقی کی ہر نئی سطح جو ابتداء میں سوشلسٹ تعمیر ہی کے ذریعے حاصل کی گئی تھی، تعلقات پیداوار اور سارے معاشی رشتوں کو مزید 'انقلابی' بنائے جانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تاکہ انہیں انقلابی پالیسیوں کے ذریعے مکمل طور پر کمیونسٹ رشتوں میں بدلا جاسکے۔ سوشلسٹ رشتوں کی ترقی کے سلسلے میں، جیسا کہ ہم نے سوویت تجربے میں دیکھا، کسی بھی طرح کی پس وپیش سے کام لینا یا کسی بھی طرح کی ناکامی کی صورت میں ہم ضرور پیداواری قوتوں اور تعلقاتِ پیداوار کے درمیان شدید تنازعے سے دوچار ہونگے۔ اسی بناء پر سماجی تضادات وتنازعات حتیٰ کہ اختلافات بھی سماجی دشمنی میں بدل سکتے ہیں اور پورے معاشرے کو شدید طبقاتی جدوجہد کی طرف لے جاسکتے ہیں۔ سوشلزم کے تحت سماجی قوتوں کے پاس مخصوص حالات میں استحصالی تعلقات قائم کرنے کے امکانات کی خارجی بنیادیں موجود رہتی ہیں۔ جیسا کہ 1980ء کی دہائی کے سوویت یونین میں دیکھا گیا۔

کمیونزم کے پہلے مرحلے یعنی سوشلزم کے عہد میں کمیونسٹ طریق پیداوار کی ترقی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے سرمایہ کی صورت میں سماجی پیداوار کی تقسیم کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے۔ کمیونسٹ پیداوار۔۔۔حتیٰ کہ سوشلزم کے دوران بھی۔۔۔ براہِ راست سماجی پیداوار ہوتی ہے۔ محنت کی تقسیم اجناس کے تبادلے کیلئے نہیں ہوتی، اسے منڈی کے ذریعے عمل میں نہیں لایا جاتا، محنت کے ذریعے

پیدا کردہ اشیائے صرف 'جنس' نہیں ہوتیں۔

جس معاشرے میں ذرائع پیداوار سماجی ملکیت ہوں وہاں محنت کی تقسیم پیداوار منظم کرنے کے منصوبے کے تحت ہوتی ہے۔ جسے بڑھتی ہوئی سماجی ضروریات کی تشفی نیز تقسیم پیداوار یعنی use values کی مناسبت سے طئے کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ سماجی محنت کی مرکزی منصوبہ بندی کے تحت تقسیم ہوتی ہے جو منڈی کے ذریعے نہیں بلکہ سیدھے طور پر انفرادی محنت کو تمام سماجی محنت کے ساتھ جوڑتی ہے۔ مرکزی منصوبہ بندی کے ذریعے سارے معاشرے کے اوقاتِ کار کی درست تقسیم کی جاتی ہے تاکہ مختلف سماجی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے محنت کی مختلف شکلوں کو بالکل ٹھیک انداز میں منظم کیا جاسکے۔

مرکزی منصوبہ بندی پیداوار اور تقسیم کے حقیقی خارجی تناسب کے شعور کو ظاہر کرتی ہے ساتھ ہی یہ پیداواری قوتوں کی ہمہ گیر ترقی کے سلسلے میں بھی ایک اہم اور بنیادی قدم ہوتی ہے۔ لہٰذا مرکزی منصوبہ بندی کو معاشی، تکنیکی آلہ نہ سمجھا جائے بلکہ اسے پیداوار اور تقسیم کا کمیونسٹ تعلق گردانا جائے جو محنت کشوں کو ذرائع پیداوار کے ساتھ جوڑتا ہے۔ مرکزی منصوبہ بندی میں پیداوار کے شعوری طور پر مقاصد واہداف شامل ہوتے ہیں اور اس کا مقصد سماج کی مسلسل بڑھتی ضروریات کو پورا کرنا ہوتا ہے جو کہ کمیونسٹ طریقِ پیداوار کا بنیادی معاشی قانون ہے مرکزی منصوبہ بندی کے رہنما قوانین کو سمجھنے کیلئے کسی خاص مرحلہ پر کی گئی منصوبہ بندی کے ذریعے نہیں سمجھا جاسکتا۔

مرکزی منصوبہ بندی کے حوالے سے باقی ساری دقتوں کے ساتھ ایک پریشانی یہ بھی ہے کہ یہ کیسے طئے ہو کہ 'سماجی ضروریات' ہیں کیا؟ بالخصوص موجودہ بین الاقوامی صورتِ حال میں جہاں سرمایہ داری سماجی ضروریات کو کئی طرح کے نقابوں میں ملفوف کر کے پیش کرتی رہتی ہے۔ سماجی ضروریات ایک مخصوص تاریخی دور میں پیداواری قوتوں کی ترقی کی سطح کو مدنظر رکھتے ہوئے طئے کی جاتی ہیں۔ ان ضروریات کو ان کے مخصوص تاریخی پس منظر میں سمجھنا چاہیے۔ تعلقات پیداوار میں رونما ہونے والی تبدیلیوں نیز پیداوار قوتوں کی ترقی کے پس منظر میں سماجی ضروریات کو سمجھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ یہی ایک

Scanned by CamScanner

طریقہ ہے جس کے ذریعے ہم کمیونزم کے ابتدائی قانون یا اصول کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو پائینگے یعنی سماجی ضروریات کی تکمیل کے دوران ہر طرح کی عدم مساوات اور اشیائے صرف کی قلت پر قابو پانا۔

کمیونسٹ رشتوں کے پہلے مرحلے یعنی سوشلزم کی ایک خصلت پیداوار کے ایک حصے کو 'کی گئی محنت کے مطابق' تقسیم کرنا ہے۔ محنت کی 'پیمائش' کے حوالے سے ایک سیاسی و نظریاتی بحث چھڑی ہوئی ہے۔ چونکہ سوشلسٹ پیداوار کا ایک حصہ 'کی گئی محنت کے مطابق' کیا جائیگا، ظاہر ہے کہ یہ اجناس کے تبادلے کی صورت ہی میں ہوگا تو پھر یہ تو سرمایہ دارانہ معیشت ہی کی یادگار رہوا۔ نئے طریق پیداوار نے اسے مکمل طور پر خارج از امکان نہیں کیا کیونکہ اس نے ابھی تک ٹیکنالوجی کا وسیع تر استعمال کرتے ہوئے ساری انسانی و مشینی پیداواری صلاحیتوں کو ضروری رخوں میں ترقی نہیں دی ہے۔ محنت کی پیداواری صلاحیت ہنوز اس معراج کو نہیں پہنچی ہے کہ اوقات کار میں نمایاں طور پر کمی کی جاسکے، بھاری بھر کم اور یک طرفہ مشقت کا خاتمہ کیا جاسکے کہ جس کے نتیجے میں بالآخر 'ضروری محنت' کو بطور سماجی ضرورت کے منسوخ کردیا جائے۔

ذرائع پیداوار اور قوت محنت کی منصوبہ بند تقسیم لازماً سماجی پیداوار کی منصوبہ بند تقسیم ساتھ لاتی ہے۔ سماجی پیداوار کی تقسیم منڈی کے ذریعے عمل میں نہیں لائی جاسکتی جو اجناس کے تبادلے کے قوانین پر انحصار کرتی ہے۔ کارل مارکس کے مطابق طریقِ تقسیم اُس وقت تبدیل ہوتا ہے جب کسی سماج کا مخصوص طریقِ پیداوار اور پیداواری قوتوں کی ترقی کی تاریخی سطح تبدیل ہو۔ جیسا کہ مثلاً سوویت یونین میں 1930ء کے عشرے میں یہ سطح ایک مخصوص کردار و نوعیت کی حامل تھی جبکہ 1950ء اور 1960ء کے عشروں میں اس کی نوعیت مختلف تھی۔

مارکس ازم نے بڑے واضح طور پر اوقات محنت کو عمومی محنت کے نتیجے میں ہونے والی پیداوار میں فرد کی محنت شمار کرنے کا آلہ قرار دیا ہے۔ اسی اوقات محنت کو ہی پیمائش کا وہ آلہ بھی قرار دیا گیا ہے جس کے ذریعے یہ طئے ہوتا ہے کہ ایک محنت کش کو پیداوار میں سے کتنا حصہ دیا جانا چاہیے۔ جبکہ

پیداوار کا دوسرا حصہ یعنی تعلیم، صحت، ادویات وغیرہ تو پہلے سے ہی حسب ضرورت تقسیم کیا جارہا ہے۔ سوشلزم کے تحت 'اوقاتِ محنت' سے مراد 'سماجی طور پر ضروری اوقاتِ محنت' نہیں جسے اجناس کی پیداوار میں تبادلہ اجناس کا پیمائشی آلہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس 'اوقاتِ محنت' سے ہماری مراد فرد کی وہ شراکت ہے جو وہ مجموعی سماجی پیداوار کیلئے اپنی طرف سے حصہ داری کرتا ہے۔ اسے کارل مارکس کی شہرہ آفاق تصنیف 'سرمایہ' میں یوں بیان کیا گیا ہے: سماجی بنائی گئی پیداوار میں دولت و سرمایہ کو نکال باہر کیا جاتا ہے۔ معاشرہ قوتِ محنت اور ذرائع پیداوار کو پیداوار کے مختلف شعبوں میں تقسیم کردیتا ہے۔ پیداوار کنندگان، اگر آپ ایسا چاہیں تو، کاغذی اسناد بھی وصول کرسکینگے جن کے بدلے وہ اشیائے صرف کی اتنی مقدار جتنا کہ انہوں نے کام کیا ہوگا، حاصل کرپائیں گے۔ یہ سندیں کرنسی نوٹ نہیں ہونگے اور نہ وہ منڈی میں گردش کرینگے"۔

کی گئی محنت کے مطابق اُجرت تک رسائی ہر ایک کیلئے بلا تفریق ممکن ہوگی۔ جس میں سادہ اور پیچیدہ محنت کا کوئی فرق نہیں ہوگا۔ جسمانی مشقت کے ذریعے کیا جانے والا کام یا مشینی آلات کی مدد سے کی جانے والی محنت سے کوئی فرق نہیں پڑیگا۔ ایک فرد نے سماجی پیداوار میں اپنی طرف سے جتنا حصہ ڈالا ہوگا اسے اس کی مکمل اُجرت ملے گی۔ مجموعی سماجی پیداوار میں ایک فرد کا کتنا حصہ ہے اس کی پیائش کا آلہ وہ وقت ہے جو اُس فرد نے سماجی دولت کی پیداوار کے عمل میں اپنی طرف سے صرف کیا ہے۔ اس کا یہ وقت مرکزی منصوبہ بندی کے تحت طئے کیا جاتا ہے۔ عمومی سماجی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اوقات کار طئے کیے جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ پیداواری عمل کے مادی حالات کو بھی مدِ نظر رکھنا ہوتا ہے۔ چند مخصوص علاقوں یا شعبوں کی سماجی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں قوت محنت کا ارتکاز بھی عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ مثلاً خصوصی سماجی ضروریات جیسے دورانِ حمل، یا افراد کی خصوصی انفرادی ضرورتیں، اسی طرح تنظیموں کی خصوصی ضرورتیں بھی ہوسکتی ہیں۔ ان سب کی تشفی کیلئے مرکزی منصوبہ بندی کے ذریعے سارے انتظامات کئے جاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اوقات محنت یقیناً اہداف کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں جیسے سامان کی نگہداری، زیادہ پیداواری صلاحیت کی حامل تکنیک کا

Scanned by CamScanner

استعمال، محنت کی زیادہ معقول تنظیم کاری اور انتظامی امور پر محنت کشوں کا کنٹرول۔

کمیونسٹ طریق پیداوار میں پیداواری قوتوں کی منصوبہ بند ترقی کا عمل آہستہ آہستہ محنت کشوں کیلئے محنت سے فراغت کے اوقات کو بڑھاتا جاتا ہے۔ جسے پھر محنت کش عوام کی تعلیمی وثقافتی سطح کو بلند کرنے کیلئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔اسی فارغ وقت میں یہ ممکن بنایا جاتا ہے کہ محنت کش سماجی دولت کی پیداوار میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ پیداوار کی انتظام کاری اور نگہداری بھی کر سکیں۔ایک نئے معاشرے اور کمیونسٹ رشتوں۔جن میں سماجی محنت کی طرف کمیونسٹ رویہ بھی شامل ہے۔کی تعمیر کیلئے انسان کی بطور پیداوار قوت کے ہمہ گیر ترقی دراصل دوطرفہ تعلقات کی کہانی ہے۔تاریخی دور پر انحصار کرتے ہوئے ایک یا دوسری طرح کے تعلقات کو مثال بننا ہوگا۔

مرکزی منصوبہ بندی کی ترقی اور سارے شعبوں میں سماجی ملکیت کی بڑھوتری دولت کو آہستہ آہستہ فاضل بنا دیگی۔ کیونکہ اس کے ذریعے قدر کی پیمائش کا سلسلہ ختم کر دیا جائیگا۔

انفرادی خواہ اجتماعی پیداوار، جو زیادہ تر زرعی زمین ہی سے حاصل کی جاتی ہے، کو سوشلسٹ پیداوار میں بدل دیا جاتا ہے۔اجتماعی پیداوار کو مرکزی منصوبہ بندی کے تحت لایا جاتا ہے۔جس سے یہ طئے ہوتا ہے کہ پیداوار کا کتنا حصہ ریاست خریدے گی۔ریاست اس پیداوار کے نرخ بھی مقرر کرتی ہے۔نیز اجتماعی فارموں کی پیداوار کے منڈیوں میں زیادہ سے زیادہ نرخوں کا تعین بھی اسی مرکزی منصوبہ بندی کے تحت کیا جاتا ہے۔

ہمیں شہر اور دیہات کے درمیان تفریق نیز صنعتی وزرعی پیداوار کے درمیان حائل فرق وعدم مساوات کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہ صرف اس وقت ہوگا جب ہم کاشتکاروں کو زمین کے بہت بڑے قطعات پر جدید ترین مشینری کے استعمال کے ذریعے امدادِ باہمی کے زرعی فارموں کو کاشت کرنے پر راضی کر سکیں۔ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کی دیگر ترقی اور کامیابیوں سے بھی فائدہ اُٹھانا ہوگا۔ترقی جو سوشلسٹ ریاست نے کی ہوگی۔صرف اسی صورت ہم پیداواری صلاحیتوں میں دگنا تگنا اضافہ کر پائینگے۔ہمیں ایسی مضبوط تعمیرات کرنی ہونگی کہ جن کے ذریعے ہم موسمی تبدیلیوں اور ان میں چھپے خطرات سے اپنی پیداوار کو محفوظ رکھ سکیں۔ یہ راستہ ہی ساری زرعی پیداوار کو براہِ راست سماجی پیداوار کے ایک حصے میں تبدیل کرنے کا راستہ ہے۔

☆ سوویت یونین میں سوشلزم:۔

ردانقلاب کی کامیابی کے اسباب

ہم سوویت یونین کے تجربے پر زیادہ توجہ دیتے ہیں کیونکہ اس نے سوشلسٹ تعمیر کے سلسلے میں ہراول کا کردار ادا کیا ہے۔اس کے بعد پھر باقی یورپ کی ریاستوں اور ایشیائی ممالک یعنی چین، ویت نام، شمالی کوریا نیز کیوبا میں بھی سوشلزم کے تجربات پر روشنی ڈالنا از حد ضروری ہے۔

سوویت یونین کا سوشلسٹ کردار مندرجہ ذیل بنیادوں پر طئے ہوتا ہے: پیداوار میں سرمایہ دارانہ رشتوں کا خاتمہ، سوشلسٹ ملکیت کا وجود جس میں اختلافات کے باوجود۔امدادِ باہمی کے ذریعے مالکانہ حیثیت ثانوی ہوتی ہے۔مرکزی منصوبہ بندی کا ہونا۔محنت کشوں کا اقتدار اور بے مثال حاصلات جن سے سارے محنت کش عوام کو فوائد میسر ہوئے۔

متذکرہ بالا حقائق اور بنیادوں کو محض اس ایک حقیقت کے ذریعے جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ سوویت یونین کی پارٹی نے رفتہ رفتہ اپنا انقلابی و رہنمایانہ کردار کھو دیا تھا جس کے نتیجے میں ردانقلابی قوتیں اس قابل بن گئیں کہ 1980ء کی دہائی میں پارٹی اور حکومت دونوں پر قبضہ جمالیں۔

ہم 1989ء سے 1991 کے دوران وقوع پذیر ہونے والے واقعات کو ردِ انقلاب کی کامیابی شمار کرتے ہیں۔انہی واقعات نے ردِ انقلاب کی قوتوں اور سوویت معاشرے کی پیچھے کی طرف واپسی کے امکان کو مضبوط کیا نیز سماجی عدم مساوات اور تفریق کو تیز کیا۔ یہ محض ایک حادثاتی امر نہیں ہے کہ بین الاقوامی رجعت پرستی ان واقعات کو بڑھاوا دے رہی تھی۔اسلئے کہ سوویت یونین میں سوشلسٹ تعمیر نے بالخصوص سرمایہ دارانہ تعلقاتِ پیداوار کے خاتمے کے عہد میں، سوشلزم کی نیو ڈالنے کے زمانے میں اور حتیٰ کہ دوسری عالمگیر جنگ تک نظریاتی وسیاسی طور پر عالمی سامراج کی انتہائی ناراضگی اور دشمنی مول لے لی تھی۔ہم 'انہدام' کے اصطلاح کو رد کرتے ہیں کیونکہ یہ ردانقلابی سرگرمیوں کی قوت کو معمولی شمار کرتا ہے۔

ہرچند کہ سوشلسٹ تعمیر کے دوران ضرور کچھ موضوعی کمزوریاں اور انحرافات نظر انداز کئے گئے

Scanned by CamScanner

تھے جس بناء پر ردِ انقلاب کو کامیاب ہونے کا موقعہ ملا تاہم وہ سماجی بنیاد جس پر ردانقلاب نے ترقی کی اور بالآخر کامیاب ہوا، کو ہرگز معمولی شمار نہیں کرنا چاہیے۔

1989-91 کے دوران ردانقلاب کی کامیابی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ روس میں ترقی کی وہ بنیادی سطح حاصل نہیں کی جاسکی تھی جو سوشلسٹ تعمیر کیلئے بنیادی شرط ہوا کرتی ہے۔

کارل مارکس نے بتایا کہ کوئی مسئلہ فقط اس وقت درپیش ہوتا ہے جب کہ اسکے حل کیلئے مادی اسباب مہیا ہو چکے ہوں۔ چنانچہ جب سے بنیادی ترین پیداواری قوت یعنی محنت کش طبقہ اپنے تاریخی مقصد کیلئے جدوجہد شروع کرتا ہے، انقلاب کیلئے پہلا قدم اُٹھاتا ہے، تبھی سے یہ طے ہے کہ پیداواری قوتیں اتنی ترقی یافتہ و پختہ ہو چکی ہوتی ہیں کہ وہ پیداواری رشتوں کے ساتھ سرمایہ دارانہ طریق پیداوار کیساتھ تضاد میں آئیں اس کے خلاف کمر کس لیں۔ دوسرے الفاظ میں سوشلزم کیلئے مطلوب مادی شرائط جن کی بنا پر انقلابی حالات کھڑے ہوتے ہیں پہلے سے موجود تھے۔

کامریڈ لینن اور اس کے بالشویک ساتھیوں نے طئے کر لیا کہ روس کی باقی ممالک کی نسبت پس ماندگی کے مسئلہ کا حل سرمایہ داری اور پرولتاری اقتدار کے بیچ کا کوئی راستہ نہیں بلکہ پرولتاریہ کی آمریت ہی اس مسئلہ کا حل ہے۔

اس وقت کے اعداد و شمار گواہ ہیں کہ روس میں سرمایہ داری اس وقت بھی اجارہ داری کی حیثیت تک پہنچ چکی تھی اور سرمایہ دارانہ تعلقات پیداوار واضح طور پر موجود تھے۔ اسی مادی بنیاد پر انقلابی قوت کیلئے ضروری تھا کہ پیداوار کے بڑے اور غیر منقولہ ذرائع کو فی الفور سماجی ملکیت میں تبدیل کرے۔ آیئے ذرا اعداد و شمار پر نظر ڈالیں۔

پہلی عالمگیر جنگ کے زمانے میں روس میں کل ڈیڑھ کروڑ مزدور تھے۔ جن میں سے چالیس لاکھ فیکٹریوں میں کام کرتے تھے جبکہ ان میں سے کچھ مزدور ریلوے لائین بچھانے سے متعلق کاموں میں بھی مصروف تھے۔ یہ بھی ریکارڈ پر ہے کہ قریب 56.6 فیصد صنعتی مزدور بڑی صنعتوں میں کام کرتے تھے جن میں کم از کم پانچ سو یا اس سے زیادہ مزدور بہ یک وقت کام کرتے تھے۔ اس زمانے میں بھی صنعتی

پیداوار کے لحاظ سے روس دنیا کا پانچواں جبکہ یورپ کا چوتھا بڑا ملک تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ روس کی صنعتی پیداوار میں ترقی کا ابھار بیسویں صدی کے پہلے عشرے کے دوران ہی دیکھنے کو ملا۔ 1909-13 کے دوران ذرائع پیداوار نے اپنی پیداوار 83 فیصد تک بڑھادی تھی۔ یہ سالانہ 13 فیصد اضافہ ہے۔ حالانکہ دیوہیکل سرمایہ دارانہ صنعتیں بالخصوص چھ علاقوں ہی تک محدود تھیں بالٹک، جنوب، پولینڈ، یورال، پیٹروگراد اور مرکزی روس میں اور محض ان بہت بڑی صنعتوں میں 79 فیصدی صنعتی مزدور کام کرتا تھا جبکہ صنعتی پیداوار میں ان چھ مراکز کا حصہ 75 فیصد ہوتا تھا۔ پہلی عالمگیر جنگ کے زمانے کے اعداد و شمار اپنے تمام تر نقائص کے باوجود سلطنت روس کی ناہموار معیشت کے کردار کو واضح کرنے کیلئے کافی ہیں۔ اس زمانے میں محنت کش طبقہ روس کی کل آبادی کا محض بیس فیصد ہی تھا۔ 66.7 فیصد آبادی چھوٹے کاشتکاروں، کسانوں اور دستکاروں وغیرہ پر مشتمل تھی جبکہ استحصالی طبقات آبادی کا محض 16.3 فیصد تھے جن میں سے 12.3 فیصد کلاک تھے۔

ریاستی اقتدار پر فتح پانے کی جدوجہد میں روس کے محنت کش طبقے بالخصوص اس کے صنعتی حصے نے کمیونسٹ پارٹی بالشویک کی زیرسرپرستی سوویتوں کو انقلابی اقدام کیلئے تنظیمی مرکز کا درجہ دیا۔

لینن کی قیادت میں بالشویک پارٹی نظریاتی طور پر سوشلسٹ انقلاب کیلئے تیار تھی۔ انہوں نے روسی معاشرے کا تجزیہ کر رکھا تھا۔ وہ سامراجی زنجیر میں کمزور کڑی تک پہنچ چکے تھے۔ وہ مسلسل ارتقا کرتی ہوئی انقلابی صورتحال پر نظر جمائے ہوئے تھے۔ اور سب سے بڑی بات کہ وہ پرولتاریہ کی آمریت کا نظریہ رکھتے تھے۔ اس صورتِ حال سے پتہ چلتا ہے کہ بالشویک اپنی حکمت عملی کو طبقاتی جدوجہد کے ہر مرحلہ پر عملی جامہ پہنانے کی اہلیت رکھتے تھے۔ حکمت عملی کا سوال ہو، نعروں کا، جوڑ توڑ کا، متحدہ محاذ کا یا کچھ اور، بالشویک سب پر برتری رکھتے تھے۔

تاہم یہ بات دھیان میں رہے کہ روس میں سوشلزم کو کئی دوسری دشواریوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ سوشلزم کی تعمیر نسبتاً کم ترقی یافتہ سرمایہ دار ملک میں کی جارہی تھی۔ جس کی پیداواری قوتوں کو کامریڈ لینن نے اوسط درجے کی بلکہ کمزور کہا ہے۔ 1917ء میں روس

ترقی یافتہ سرمایہ دار ملکوں کی بہ نسبت پس ماندہ اور پچھڑا ہوا تھا۔ اس کی ترقی بے ڈھنگے اور ناہموار طریقے سے ہو رہی تھی۔ جس میں ماقبل سرمایہ دارانہ باقیات زبردست انداز میں موجود تھیں بالخصوص زارشاہی روس کی ایشیائی نوآبادیوں میں تو ہنوز جاگیرداری اور اس سے بھی پہلے کے تعلقات پیداوار اور دیگر سماجی وثقافتی مظاہر بڑے طمطراق کے ساتھ موجود تھے۔ روس میں سوشلزم کی تعمیر پہلی عالمگیر جنگ کے بہت بڑی تباہ کاریوں کے فوراً بعد اور خانہ جنگی کے دوران شروع ہوئی کچھ ہی عرصے بعد اسے دوسری عالمگیر جنگ کی بھیانک تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے برعکس امریکہ کی طرح کی سرمایہ دار ریاستوں کو اپنی سرحدوں کے اندر جنگ کا کبھی تجربہ نہیں ہوا۔

الٹا انہوں نے تو 1930ء کے بدترین عالمی معاشی بحران پر قابو پانے کیلئے جنگ کا استعمال کیا۔

متذکرہ بالا کٹھن حالات میں بھی قوی ہیکل معاشی وسماجی ترقی کمیونسٹ تعلقات پیداوار کی برتری ثابت کرتی ہے۔ حتیٰ کہ ان کی ترقی کی ابتدائی سطح پر بھی یہ رشتے سب سے برتر ہیں۔ یہ ترقی موقعہ پرستوں اور پیٹی بورژوازی کے تمام تجزیوں اور ان کے اخذ کردہ نتائج کو غلط ثابت کرتی ہے۔ سوشل ڈیموکریٹوں کا یہ خیال کہ روس میں سوشلسٹ انقلاب ناپختہ یا قبل از وقت تھا، درست ثابت نہیں کیا گیا۔ اس کی حیثیت ہنوز ایک نقطہ نظر ہی کی ہے۔ اسی طرح ٹراٹسکائیٹس کا یہ خیال کہ روس میں سوشلزم کی تعمیر ممکن ہی نہیں تھی بھی ایک خیال محض ہے۔ یہ نقطہ نظر بھی کہ اکتوبر انقلاب کے بعد روس میں جس معاشرے کی اٹھان ہوئی وہ اپنے جوہر اور کردار میں کوئی سوشلسٹ معاشرہ تھا ہی نہیں، وہ اپنی تشکیل کے ابتدائی برسوں ہی میں زوال پذیر ہونا شروع ہو گیا تھا اور ہوتے ہوتے ستر سال بعد وہ بالآخر ختم ہو گیا، ایک موضوعی نقطہ نظر ہے۔ جسے دلائل وحقائق کے ذریعے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

ہم ان تمام نقطہ ہائے نظر کو رد کرتے ہیں جن کے مطابق یہ سوشلسٹ معاشرے 'ایک نئی قسم کے استحصالی نظام' پر مبنی تھے یا یہ 'ریاستی سرمایہ داری' کی کوئی شکل تھی۔ جیسا کہ مختلف موقعہ پرست عناصر دعویٰ کرتے ہیں۔

اسی طرح وقت نے ثابت کیا ہے کہ سوویت یونین میں سوشلزم کی تعمیر، سوویت یونین کو سوشل

سامراج کہنے، چین کی امریکہ کے ساتھ مفاہمت، نیز چین میں سوشلزم کی تعمیر کے حوالے سے پائے جانے والے تضادات مثلاً سوشلسٹ تعمیر میں قومی سرمایہ دار طبقے کو اپنا اتحادی تسلیم کرنا وغیرہ جیسے تمام معاملات میں ماؤسٹ نقطہ نظر واضح طور پر حقائق سے کوسوں دور تھا۔ ہمارا اپنا تنقیدی جائزہ سوویت یونین اور دوسرے ممالک میں سوشلزم کی تعمیر کے دفاع میں ہے۔

سوویت یونین میں ردانقلاب سامراجی فوج کشی کا نتیجہ نہیں تھا، بلکہ یہ زیادہ تر اندر سے ہوا اور اوپر سے۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کا موقعہ پرستی کا شکار ہونے اور سوویت اقتدار اعلیٰ کا سیاسی قبلہ بدلنے کی وجہ سے وہاں ردانقلاب کامیاب ہوا۔ ہم بیرونی سامراجی مداخلت کے کردار کو ہرگز کم شمار نہیں کرتے ہوئے اس خیال کے حامی ہیں کہ ردانقلاب کی کامیابی میں اندرونی عناصر نے بنیادی کردار ادا کیا۔ ان سیاسی۔ معاشی حالات کی اہمیت بنیادی نوعیت کی ہے جن کے رہتے سوشلزم کی تعمیر کے عہد میں بھی موقعہ پرستی نے پھر سر اُٹھایا۔

سائنسی کمیونزم کے نظریہ کو بنیاد بناتے ہوئے ہم نے اپنے مطالعے کو مندرجہ ذیل خطوط پر مبنی کیا ہے۔

☆ معیشت ہی سماجی تضادات و اختلافات کے پیدا ہونے نیز ابھر کر سامنے آجانے کی بنیاد ہوتی ہے۔ معیشت کا یہ کردار اس وقت بھی ہوتا ہے جب سوشلزم کی محض بنیادیں ڈالی جا رہی ہوتی ہیں اور اس وقت بھی جب کہ سوشلزم کافی ترقی کر کے پختہ ہو چکا ہوتا ہے۔

☆ پرولتاری آمریت کی کارگذاری اور سوشلزم کے عہد میں کمیونسٹ پارٹی کا کردار۔

☆ بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کی ترقی کے حوالے سے حکمت عملی۔

سوویت یونین میں ایک نئے معاشرے کی تعمیر کا عمل اس بات پر منحصر تھا کہ بالشویک پارٹی اپنا انقلابی و رہنمایانہ فریضہ ادا کرنے میں کس قدر کامیاب رہتی ہے۔ اس کے سامنے سب سے پہلا اور فوری ہدف یہ تھا کہ وہ انقلابی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے ہر سطح پر موقعہ پرستی کا مقابلہ کرے اور ترقی پذیر سوشلزم۔ کمیونزم کو درپیش تمام مشکلات، مطالبات اور چیلنجوں کا بھرپور جواب دے۔

Scanned by CamScanner

اس نئے معاشرے کی ترقی کی بنیادیں جنگِ عظیم دوئم کے زمانے تک فراہم کردی گئی تھیں۔ مرکزی منصوبہ بندی کے تحت پیداوار میں سماجی ملکیت والے حصے کی برتری کا قیام اور سرمایہ دارانہ رشتوں کے خاتمے کیلئے طبقاتی جدوجہد بڑی کامیابی کے ساتھ جاری تھیں۔ سماجی خوشحالی کے حوالے سے بہت ہی متاثر کن نتائج حاصل کر لئے گئے تھے۔

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد تعمیر نوخواہ سوشلسٹ تعمیر ایک نئے دور میں داخل ہوئیں اب پارٹی کو سوشلزم کی تعمیر کے حوالے سے نئے مطالبات اور نئے چیلنج درپیش تھے۔ 1956ء میں سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی بیسویں کانگریس منعقد ہوئی۔ اس کانگریس کو نقطہ تغیر تسلیم کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس کانگریس میں معاشیات، کمیونسٹ تحریک کے حوالے سے حکمت عملی اور بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے متعدد موقعہ پرست موقف اختیار کئے گئے۔ ابتدا میں جن تمام قوتوں کے ساتھ مل کر جدوجہد کی جارہی تھی، اب اس پوری حکمت عملی کو اُلٹ دیا گیا۔ پارٹی اب ترمیم پرستوں اور موقعہ پرستوں کے حق میں ہوگئی۔ چنانچہ پارٹی رفتہ رفتہ اپنی انقلابی خصلتوں سے محروم ہوتی گئی۔ 1980ء کے عشرے میں پروسترائیکا کے ذریعے موقعہ پرستی اپنے نقطہ عروج تک پہنچ کر غداروں اور ردانقلاب کی قوتوں میں بدل چکی تھی۔ کمیونسٹ پارٹی کی اٹھائیسویں کانگریس میں جو مستقل مزاج کمیونسٹ قوتیں موجود تھیں اور جنہوں نے غداری کے آخری مرحلے میں اپنی طرف سے ردعمل دکھایا تھا، غداروں کو بروقت ننگا نہیں کرسکیں اور نہ محنت کش طبقے کے انقلابی ردعمل کو منظم کر پائیں۔

☆ سوویت یونین میں سوشلسٹ تعمیر کے دوران معاشیات پر ایک نظر

مرکزی منصوبہ بندی کی پہلی تشکیل ہی کے دوران معیشت سے متعلق مندرجہ ذیل مسائل نظریاتی مباحثوں اور سیاسی جدوجہد کے میدانوں میں توجہ کا مرکز بن گئے۔ مثلاً یہ کہ کیا سوشلسٹ پیداوار جنس (Commodity) کی پیداوار ہوتی ہے؟ سوشلسٹ تعمیر کے دوران قدر کا قانون کیا ہوگا؟ جنس اور پیسہ کا درمیانی رشتہ کیسا ہوگا؟

نظریاتی طور پر اس بات پر بحث کرنا غلط ہوگا کہ سوشلزم کے عہد میں کمیونسٹ طریق پیداوار کیلئے قانون قدر کی حیثیت قانونِ حرکت کے جتنی ہوتی ہے۔ سوویت یونین میں یہ سوچ 1950ء کی دہائی میں غالب ہوئی اور دنیا کی اکثر کمیونسٹ پارٹیوں نے بھی اس سوچ کو اپنا لیا۔ انفرادی پیداوار سے اجتماعی پیداوار کی جانب منصوبہ بند عبور کے دوران دولت اور جنس کے باہمی تعلق کے پختہ ہوجانے کی وجہ سے یہ سوچ حاوی ہوتی گئی۔ اسی مادی بنیاد نے مرکزی منصوبہ بندی کی تشکیل وتعمیل کے سلسلے میں وارد ہونے والی نظریاتی کوتاہیوں اور سیاسی کمزوریوں کو مزید بڑھاوا دیا۔ موقعہ پرستانہ پالیسیوں نے آنے والے چند عشروں کے دوران مرکزی منصوبہ بندی کو مزید غیر مستحکم بنایا، سماجی ملکیت کو توڑ کر ختم کر دیا اور ردانقلاب کی قوتوں کو مضبوط کیا۔

سوشلسٹ تعمیر کا پہلا دور جو دوسری عالمگیر جنگ تک جاری رہا، نے کمیونسٹوں کیلئے بنیادی اور ابتدائی نوعیت کے مسائل کھڑے کیے مثلاً سرمایہ دارانہ ملکیت کا خاتمہ اور ان سماجی ومعاشی مسائل کا منصوبہ بندی کے ساتھ سامنا کرنا جو سرمایہ داری نے بطور میراث چھوڑے تھے اور جن میں سامراجی محاصرے کی وجہ سے بہت زیادہ شدت آگئی تھی۔ یہی وہ دور تھا جبکہ سوویت اقتدار نے گہری عدم مساوات کو ڈرامائی انداز میں کم کر دیا تھا جو کہ انقلاب کو زارشاہی سلطنت کی طرف سے ورثہ میں ملی تھی۔

1917ء سے 1940ء کے دوران سوویت اقتدار متعدد شعبوں میں پیہم کامیابیاں اور فتوحات حاصل کر رہا تھا۔ اس نے پیداوار کی بجلی کاری کی، صنعتی شعبے کو تمام پیداوار تک پھیلا دیا۔ آمدورفت کے ذرائع میں بے پناہ اضافہ کیا۔ اور زرعی پیداوار کے بہت بڑے حصے کو مشینی

Scanned by CamScanner

بنایا۔اس نے منصوبہ بندی کے تحت پیداوار کا آغاز کیا اور سوشلسٹ صنعتی پیداوار میں ترقی کی لاجواب شرح حاصل کی۔اس نے تمام صنعتی شعبوں میں مقامی پیداواری صلاحیتوں کو کامیابی کے ساتھ ترقی دی۔زراعت کے شعبے میں سوشلسٹ تعلقاتِ پیداوار کی وسعت اور برتری کیلئے امدادِ باہمی یعنی کول خوزی جیسے ادارے جبکہ دوسری جانب سوخوزی یعنی ریاستی زراعت جیسے ادارے قائم کئے گئے۔'ثقافتی انقلاب' کی اہمیت کا قولاً و فعلاً اقرار کیا گیا تھا۔کمیونسٹ ماہروں اور سائنس دانوں کی نئی پود پیدا کی جارہی تھی۔اور جس فتح کو فتحِ مبین کہنا چاہیے وہ پیداوار میں سرمایہ دارانہ تعلقات اور زرکی غلامی کی تمام شکلوں کا مکمل خاتمہ تھا جس کی بنا پر ہی نئی سماجی۔معاشی تشکیل کی بنیادیں رکھی گئیں۔

روس کی طرح کے ملک میں اگر آپ کو سرمایہ دارانہ رشتوں کا مکمل طور پر خاتمہ کرنا ہے تو 1917-21 کے دوران کچھ ٹھوس 'عبوری اقدامات' اُٹھانا لازم تھے۔

بالشویک پارٹی کو عارضی طور پر سرمایہ دارانہ رشتوں کو ایک مخصوص حد تک قائم رہنے دینا تھا کیونکہ اس وقت کی طبقاتی ساخت اور شکل وصورت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی کہ سب کچھ آناً فاناً بدل دیا جائے۔اس وقت کے روس میں پیٹی بورژوا کاشتکار کا عنصر اکثریت میں تھا۔اشیائے صرف کی فراہمی، تقسیم اور نگہداری کا کوئی مؤثر نظام نہیں تھا۔اس کے علاوہ پیداوار کا بہت بڑا حصہ چھوٹے سائز کا اور پس ماندہ تھا۔اور سب سے اہم بات یہ کہ سامراجی مداخلت اور خانہ جنگی کے باعث بود و باش کے حالات ڈرامائی انداز میں بد سے بدتر ہوتے جارہے تھے۔ان تمام وجوہات کی بنا پر اس وقت مرکزی منصوبہ بندی کا منصوبہ کچھ خاص ترقی نہیں کرسکتا تھا۔

خانہ جنگی کے خاتمے پر 'نئی اقتصادی پالیسی' دراصل سرمایہ داری کو رعایت دینے کے مترادف تھی۔اس پالیسی کا بنیادی مقصد جنگ زدہ صنعت کو سہارا دے کر اپنے پیروں پر کھڑا کرنا اور اسی بنیاد پر پھر زراعت میں ایسے تعلقات قائم کرنا تھا جن کے ذریعے کسانوں اور چھوٹے کاشتکاروں کو اجتماعی کھیتی باڑی کی طرف 'متوجہ' کیا جاسکے۔بڑے صنعتی یونٹ اور دیگر ادارے حقِ ملکیت دیے بغیر، سرمایہ داروں کو محض چلانے کیلئے دئے گئے۔تجارت کو ترقی دی گئی۔صنعت و زراعت کی پیداوار کو باہمی

تبادلے کے ذریعے خریدا و بیچا جانے لگا۔جنس کی صورت میں ٹیکس کی وصولی شروع کی گئی۔کاشتکاروں کو اپنی زرعی پیداوار کا فاضل حصہ منڈی میں بیچنے کا موقعہ دیا گیا۔

یہ البتہ سمجھنے والی بات ہے کہ سوشلسٹ تعمیر کے دوران سرمایہ دارانہ رشتوں کو عارضی طور پر رعایات دینا یا ان کے ساتھ معاملہ کرنے کیلئے مختلف تدابیر اختیار کرنا ٹھوس حالات اور مخصوص وقت کا تقاضہ ہوسکتی ہیں۔اسے سوشلسٹ تعمیر کا لازمی خاصہ نہیں تصور کرنا چاہیے۔'نئی اقتصادی پالیسی' کو نجی ملکیت اور سرمایہ دارانہ رشتوں کو تسلیم کرنے کیلئے استعمال کرنا، جیسا کہ سوویت یونین کی پارٹی نے 1980ء کے عشرے میں پروسترائیکا کے دوران کیا، گمراہ کن اور جان لیوا ثابت ہوگا۔

سرمایہ دارانہ رشتوں کے مکمل خاتمے کے بنیادی ہدف کے ساتھ 1920ء کے عشرے کے اواخر میں 'سرمایہ داری کے خلاف سوشلزم کا حملہ' کی پالیسی دی گئی جس کے ذریعے 'نئی اقتصادی پالیسی' کو الوداع کہہ دیا گیا۔یہی زمانہ پیداواری قوتوں کی ترقی کا نیا دور شمار کیا جاتا ہے۔'نئی اقتصادی پالیسی' کے تحت سرمایہ داروں کو جتنی رعایتیں حاصل تھیں، واپس لے لی گئیں۔زراعت میں اجتماعیت کی پالیسی اپنائی گئی جس کے ذریعے زرعی معیشت کو مکمل طور پر اجتماعی بنایا گیا، بالخصوص اس کے سب سے ترقی یافتہ حصے یعنی کولخوز میں۔ساتھ ہی سوخوزی میں بھی اجتماعی زراعت کو ترقی دی گئی جو زرعی پیداوار کا ریاستی شعبہ تھا۔یہ زمین کے وہ قطعات تھے ملکیت تھے اور ریاست نے ان پر زراعت کو مشین کاری کے ذریعے نافذ العمل بنایا تھا۔ان ریاستی زرعی فارموں کی پیداوار سماجی ملکیت ہوتی تھی اور ان پر اجتماعی کاشت کاری کی جاتی تھی۔

اگر سوویت یونین میں اکتوبر انقلاب کے بعد خانہ جنگی کے سال شمار نہ کئے جائیں (خانہ جنگی 1921ء میں ختم ہوئی) تو انقلاب کی کامیابی کے محض سات سال بعد 1928ء میں پہلا پانچ سالہ منصوبہ دیا گیا۔سوویت حکومت کو بالکل ابتدا ہی سے سوشلسٹ معیشت کی مرکزی منصوبہ بندی کرنے کے عمل میں کئی طرح کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔بالخصوص تسلسل کے ساتھ چلے آرہے سرمایہ دارانہ رشتوں کے حوالے سے (نئی اقتصادی پالیسی) اور دوسرا کسانوں کے حوالے سے جو انفرادی

Scanned by CamScanner

طور پر پیداوار کرتے تھے اور عددی لحاظ سے بہت بڑی اکثریت رکھتے تھے۔ کمزوریاں فقط معروض ہی میں نہیں موضوع میں بھی تھیں۔ یعنی بالشویک پارٹی میں۔ اس کے پاس ایسا کیڈر نہیں تھا جو پیداوار کی تنظیم کاری کے عمل کی قیادت کر سکے۔ لہٰذا پارٹی مجبور تھی کہ ایک مخصوص وقت تک تقریباً قطعی طور پر بورژوا ماہرین پر ہی انحصار کرے۔

سامراجی ناکہ بندی اور انتہائی پسماندگی کے رہتے جنگ کا خطرہ ایسی مخصوص حالتیں تھیں جن کے دباؤ میں اجتماعیت کا عمل تیز تر کرنا ضروری بن چکا تھا۔ یہ ایک ایسی صورتحال تھی جس نے طبقاتی جدوجہد کو بالخصوص دیہی علاقوں میں تیز کر دیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اِسی عرصے میں کئی غلطیاں سرزد ہوئیں اور زراعت میں اجتماعیت کاری کے عمل کے دوران نوکر شاہی نے اختیارات کا ناجائز استعمال بھی کیا۔ پارٹی نے خود بھی اس وقت ان چیزوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ (15-03-1930 کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا فیصلہ اور خود کامریڈ اسٹالن کا مضمون 'کامیابی سے گھبرائے ہوئے') لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ سوویت حکومت کی طرف سے اجتماعیت کاری کا یہ منصوبہ سرے سے غلط تھا۔ اس منصوبے اور مہم کا مقصد تھا چھوٹے انفرادی پیداوار کنندگان کو بڑے اور براہِ راست سماجی پیداوار میں ضم کر دینا۔ کیونکہ سرمایہ داری سے ترقی یافتہ سوشلزم کی جانب عبوری مرحلہ اختتام پذیر ہونے کو تھا۔

'سرمایہ داری کے خلاف سوشلزم کا حملہ' کی پالیسی شدید طبقاتی جدوجہد کے ماحول میں شروع کی گئی تھی۔ دیہی بورژوازی یعنی کولاک ایک ایسی سماجی پرت تھی جس نے 'نئی اقتصادی پالیسی' کے دوران خوب مال کمایا تھا۔ ان کولاکوں اور پرانے استحصالی طبقات سے تعلق رکھنے والی دانشوروں کی پرت کے ایک حصے نے مل کر مختلف طرح سے اپنے ردعمل کا اظہار کیا جس میں صنعتوں میں توڑ پھوڑ کی کاروائیاں منظم کرنا اور دیہی علاقوں میں ردانقلابی سرگرمیوں کی قیادت کرنا شامل تھے۔ صنعتی علاقوں میں توڑ پھوڑ کے اتنے زیادہ اور منظم واقعات ہوئے کہ کوئلے کی کان میں کی جانے والی توڑ پھوڑ کو تو بالکل علیحدہ شناخت ملی۔ روسی زبان کا لفظ '**شختیے**' صرف کوئلے کی کھانوں میں سبوتاژ کی کاروائیوں کیلئے

استعمال ہوتا تھا جو 1920ء کے عشرے کے اواخر میں بالخصوص دونباس کے علاقے میں معمول بنی ہوئی تھیں۔ ان سوشلزم مخالف طبقاتی مفادات کی جھلک اس وقت خود بالشویک پارٹی میں بھی دکھائی دینے لگی جب پارٹی کے اندر موقعہ پرستانہ رجحانات غالب ہو رہے تھے۔

اس زمانے میں دو بنیادی 'مخالف' رجحانات یعنی ٹراٹسکی اور بخارین اس بات پر متفق تھے کہ سوویت معاشرے کو مطلقاً پس ماندہ رہنے دیا جائے۔ 1930ء کے عشرے میں انہوں نے اپنے خیالات کو اس ایک نقطے میں ڈھال لیا کہ سوویت یونین میں سرمایہ دارانہ رشتوں پر غلبہ حاصل کر لینا قبل از وقت بات تھی۔ ایک ایسی امنگ جسے صحیح معنوں میں دور کی کوڑی کہنا چاہیے۔ وہ تو خیر بالشویک پارٹی نے ان کے نقطہ نظر کو رد کر دیا اور بعد کے حقائق نے بھی ان کے خیالات کی تصدیق نہیں کی۔

دریں اثنا متعدد موقعہ پرست قوتوں نے ردانقلاب کی قوتوں کے ساتھ برملا تعلقات استوار کر لئے جو کہ سامراجی ممالک کی خفیہ ایجنسیوں کے ساتھ مل کر سوویت اقتدار کا تختہ اُلٹ دینے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔

اس وقت کے حالات نے سوویت اقتدار کے نمائندوں کو مجبور کیا کہ وہ ان موقعہ پرست رجحانات کے خلاف تن کر کھڑے ہو جائیں اور بغیر کسی لگی لپٹی کے ان کے خلاف سخت کاروائی کی جائے۔ جس کے نتیجے میں 37-1936 کے مقدمات سامنے آئے۔ ان مقدمات کی کاروائیوں اور شنوائیوں کے دوران بہت سی سازشیں بے نقاب ہوئیں۔ جن میں بالخصوص سرخ فوج کے کچھ عناصر کا بیرونی ممالک کی خفیہ ایجنسیوں کے ساتھ تعلقات کا پردہ بھی فاش ہوا۔ خاص طور پر جرمنی کی خفیہ ایجنسی کے ساتھ گٹھ جوڑ کی خبریں سچ ثابت ہوئیں۔ ایسا ہی ایک مشہور مقدمہ تخاچوسکی مقدمہ تھا جسے پھر بیسویں کانگریس 1956ء کے بعد دوبارہ بحال کر دیا گیا تھا۔

یہ حقیقت کہ بالشویک پارٹی اور سوویت اقتدار کے کچھ بیحد بھروسہ مند کیڈر بھی موقعہ پرستی کا شکار ہو گئے، اس بات کا ثبوت ہے کہ ہراول دستے میں شامل کیڈر بھی منحرف ہو سکتا ہے۔ جب طبقاتی جدوجہد بہت ہی تیز و تند ہو جائے تو یہ ممکن ہے کہ سب سے مضبوط کیڈر بھی بیٹھ جائے، جھک

Scanned by CamScanner

جائے، ہتھیار ڈال دے حتیٰ کہ بالآخر کمیونسٹ تحریک کے ساتھ قطع تعلق کرتے ہوئے موقعہ پرستوں میں جا کھڑا ہو۔

سوشلسٹ معیشت کے قوانین پر بحث کو دوسری عالمگیر جنگ کی وجہ سے عارضی طور پر پس پشت ڈال دیا گیا تھا لیکن جنگ ختم ہوتے ہی یہ بحث دوبارہ بڑی شدومد کے ساتھ شروع ہوگئی۔ دیگر مسائل کے ساتھ منڈی کے حامیوں اور مخالفوں کے درمیان تضاد نے شدت اختیار کر لی۔ پارٹی کیڈر اور ماہرین معاشیات اس نظریاتی وسیاسی بحث کا حصہ بن گئے کہ سوویت یونین میں منڈی ہونی چاہیے یا نہیں۔ سوویت یونین کی معیشت منڈی کی معیشت ہو یا نہیں۔

کامریڈ اسٹالن سیکریٹری جنرل ہونے کی حیثیت سے پارٹی کے اندر اس پوری بحث کو منظم کرنے کے حوالے سے پیش پیش تھے۔ وہ خود منڈی مخالف رجحان کے حامی تھے۔ انہوں نے اسی سمت میں سیاسی فیصلے بھی کئے مثلاً کولخوزیوں کا انضمام کرنا، کولخوزیوں میں اضافی اداروں کو تحلیل کر دینا، تعمیراتی صنعت کیلئے مواد فراہم کرنا وغیرہ۔ وہ جنس اور زر کے رشتوں کو مضبوط بنانے والے رجحانات کے خلاف مجاہدانہ طور پر لڑے۔ انہوں نے ایسے تمام منصوبوں کو رد کر دیا جن کے مطابق مشینی پیداوار کے ذرائع کو لخوزیوں کے حوالے کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔ انہوں نے یہ جان لیا تھا کہ سوشلسٹ پیداوار سرمایہ دارانہ پیداوار جنس کی طرح کی کوئی چیز نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ قیمت کا قانون لاگو نہیں ہوگا۔ انہوں نے سوشلسٹ معیشت میں مرکزی منصوبہ بندی کے کردار کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے دلائل سے ثابت کیا کہ ذرائع پیداوار جنس نہیں تھے۔ ہر چند کہ اپنی ظاہر وضع قطع سے وہ جنس برائے خرید وفروخت ہی نظر آتے تھے تاہم ان کے جوہر کے حوالے سے وہ ہرگز قابل خرید وفروخت جنس نہیں تھے۔ وہ محض بیرونی تجارت کے دوران ہی جنس بن جاتے تھے۔ وہ اس حقیقت تک بھی پہنچ گئے کہ سوویت یونین میں قوانین قدر کی جڑیں انفرادی واجتماعی کاشتکاری میں پیوست تھیں۔ یہ حقیقت بھی ان پر آشکار ہوئی کہ قدر کے قوانین سوشلسٹ پیداوار اور اس کی تقسیم پر حکم نہیں چلاتے۔ انہیں ضابطے بھی نہیں رکھتے۔

منڈی کے ماہرین معاشیات اور سیاسی رہنماؤں کے خلاف مناظرے بازی شروع کر دی

گئی جو یہ سمجھتے تھے کہ قانونِ قدر ایک عمومی قانون تھا جو سوشلسٹ معیشت پر بھی اتنی ہی گرفت رکھتا تھا جتنی کہ سرمایہ دارانہ معیشت پر۔ اسی طرح ان ماہرینِ معاشیات پر بھی جائز تنقید کی گئی جن کا خیال تھا کہ نقد صورت میں مروج ہر طرح کی لین دین کو مکمل طور پر ختم کیا جائے۔ اس طرح کے لوگ اس وقت تک کے معروضی حالات اور سوویت معاشرے کی مجبوریوں کو سمجھنے سے قاصر تھے۔

اس نقطہ نظر میں ایک کمزور خیال یہ بھی تھا کہ اشیائے صرف کو بطور ایک جنس برائے خرید و فروخت پیدا اور تقسیم کیا جا رہا ہے۔ یہ خیال محض بیرونِ ملک تجارت کے ضمن میں درست تھا اور دوسرا سوشلسٹ صنعت اور انفرادی واجتماعی زراعت کے درمیان اجناس کے تبادلے کے حوالے سے یہ بات درست تھی۔ لیکن باقی تمام اشیائے صرف کے حوالے سے یہ کہنا غلط تھا کہ وہ اجناس ہیں حتی کہ گو کہ وہ چیزیں مفت میں تقسیم نہیں کی جا رہی تھیں لیکن پھر بھی وہ کوئی جنس نہیں تھیں۔

کامریڈ اسٹالن کی قیادت میں اس نقطہ نظر کے حامی اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ سوویت یونین میں اجتماعی ملکیت کی صورت (کولخوزی) اور انفرادی استعمال کی چیزوں کا بطور جنس موجود ہونا پیداواری قوتوں کی زبردست ترقی کو روکے ہوئے ہیں۔ کیونکہ پیداوار اور تقسیم کے سوال پر مرکزی منصوبہ بندی کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ یہی تھے۔ انہوں نے ان دونوں طبقات یعنی محنت کش طبقہ اور اجتماعی کاشتکاری کرنے والے زمیندار طبقے کے درمیان موجود اختلافات کو بے نقاب کیا جو بظاہر باہمی تعاون کے ذریعے پیداواری عمل کا حصہ تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی ظاہر کیا کہ انہیں بہ یک جنبشِ قلم ختم نہیں کرنا چاہیے بلکہ منصوبہ بندی کے ساتھ زرعی پیداوار کو جنس ہونے سے بچانے اور کولخوز کو سماجی ملکیت میں تبدیل کرنے کیلئے منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔

1950ء کے اوائل ہی میں سوویت قائدین نے یہ درست نتیجہ اخذ کیا تھا کہ ان کے معاشی مسائل ترقی یافتہ پیداواری قوتوں اور فرسودہ پیداواری رشتوں کے درمیان تیز ہوتی کشمکش اور تضاد کا اظہار ہیں۔ جنگ کے بعد معیشت کی دوبارہ بحالی کے عمل کے دوران سوویت پیداواری قوتوں نے ترقی کی ایک اعلیٰ منزل پالی تھی۔ نئے حالات میں پیداواری قوتیں اتنی ترقی یافتہ ہو چکی تھیں

Scanned by CamScanner

کہ انہیں محض سوشلسٹ پیداواری رشتے قائم کر کے ہی مطمئن کیا جاسکتا تھا۔ اگر سوشلسٹ رشتے قائم کرنے میں تاخیر ہورہی تھی تو مرکزی منصوبہ بندی، تقسیم پیداوار میں کمیونسٹ رشتوں کا گہرا کردار، محنت کی تنظیم کے سلسلے میں محنت کشوں کے زیادہ حوصلہ منداور پرجوش حصے کی شعوری شرکت، پیداواری عمل کی تنظیم اور اس پر محنت کشوں کا نیچے سے اوپر کا کنٹرول، انفرادی طور پر اجناس کی پیداوار کی تمام شکلوں کی بیخ کنی کرنا، زیادہ ترقی یافتہ اجتماعی پیداوار کو براہِ راست سماجی پیداوار کے ماتحت بنانے جیسے تمام منصوبے بس منصوبے ہی رہ جانے تھے۔

کمیونسٹ رشتوں کو وسعت واستحکام عطا کرنے کا مطالبہ پختہ بن چکا تھا۔ اسے سیاسی ونظریاتی طور پر بہت اچھے طریقے اور باشعور سرگرمیوں کے ذریعے اس نہج تک لایا گیا تھا۔ اب یہ سماجی پیداوار کے ان شعبوں میں بھی اپنی برتری تسلیم کراسکتا تھا جہاں اس سے پہلے مادی ترقی اور محنت کی کم بارآوری کی وجہ سے ایسا کرپانا ممکن نہیں تھا۔

زرعی شعبے میں کمیونسٹ رشتوں کی استواری واستحکام اصولی طور پر کچھ اہم اقدامات کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ مثلاً صنعت میں یہ اہلیت ہو کہ وہ زراعت کیلئے مطلوب مشینری مہیا کرسکے۔ زرعی پیداوار کی اصلاح وتنظیم نیز اسے موسمی حالات وغیرہ سے محفوظ رکھنے کے حوالے سے مرکزی منصوبوں میں کارآمد فیصلے کئے جائیں اور پھر ان پر عملدرآمد کرایا جاسکے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ 1950ء کے اوائل تک سوویت معیشت میں عدم توازن کی چند صورتیں پائی جاتی تھیں، صنعت وزراعت کو مشینی بنانے کیلئے مطلوب ضروری پیشگی شرائط اور بنیادی ڈھانچہ حاصل کرلیا گیا تھا جس کی بدولت یہ ممکن ہوا کہ اس سمت میں سفر کو مزید آگے بڑھایا جاسکے۔ بالشویک پارٹی کی انیسویں کانگریس میں مرکزی کمیٹی کی طرف سے پیش کی جانے والی رپورٹ میں شامل کچھ اعداد وشمار مندرجہ بالا نتیجے کو درست ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً اس وقت سوویت یونین میں 8939 ٹریکٹر بنانے کے کارخانے تھے۔ ٹریکٹروں کی کھینچنے کی قوت وصلاحیت میں جنگ سے پہلے کے مقابلے 59 فیصدی اضافہ ہوا تھا۔ اسی طرح آبپاشی کے نظام اور زمین کے ایک ہی ٹکڑے

کو متعدد فصلوں کیلئے تیار کرنے کے حوالے سے بھی بہت سی کامیابیاں حاصل کی گئیں۔ اس کے علاوہ کولخوزی یعنی عوام کی اجتماعی لیکن نسبتاً کم تر زراعت کو سماجی ملکیت بنانے کا عمل تیز کر کے اس سلسلے میں بھی زبردست کامیابیاں حاصل کی گئیں۔ مثلاً 1950ء میں 2,54,000 کولخوزیوں کو سماجی ملکیت بنایا گیا تھا لیکن 1952ء میں محض 97000 کولخوزیوں کو سماجی ملکیت بنایا یعنی ان کی تعداد تیزی سے کم ہو کر ختم ہوتی جارہی تھی۔

بہرحال کچھ چھوٹے پیمانے کی اجتماعی کاشت کاری پھر بھی موجود تھی جسے بڑی اجتماعی کاشت کاری میں ضم کرانے کیلئے بالشویک پارٹی کی قیادت نے سوویت شہریوں کی مدد ورہنمائی کی۔ ایسی اجتماعی کاشت کاری کی پیداوار ریاست خود خرید لیتی تھی۔ اس کے علاوہ متحدہ صنعت کے قیام کے حوالے سے بھی بحث شروع کی گئی تھی۔ متحدہ صنعت کا مطلب تھا کسی علاقے میں رہنے والے لوگوں کو مطلوب تمام اشیائے صرف وہاں قائم کی گئی کسی ایک ہی فیکٹری میں تیار کرائی جائیں۔

پارٹی اور سوویت ریاست کی قیادت نے اس حوالے سے اپنا واضح موقف رکھا۔ یہ دو طرح کی پیداوار تھی ایک پیداواری ذرائع کی پیداوار۔۔ مشینیں وغیرہ اور دوسری اشیائے صرف کی پیداوار۔ سوویت قیادت اس خیال کی حامی تھی کہ ترجیح ذرائع پیداوار کی پیداوار کو ملنی چاہیے۔ اور وہ اس نقطہ نظر رکھنے میں حق بجانب بھی تھی۔ کیونکہ اسی طرح پیداوار میں اضافہ کیا جاسکتا تھا۔ اسی طرح سے سماجی دولت میں اضافہ ممکن تھا۔ مستقبل میں بھی سماجی خوشحالی اور استحکام کا انحصار اسی پر تھا۔

کامریڈ اسٹالن، پارٹی کیڈر اور منڈی مخالف ماہرینِ معاشیات کی درست سوچ اور ان کی طرف سے جاری کردہ ہدایات ہی کی بدولت ایسا کوئی منصوبہ معرضِ وجود میں نہیں آ گیا تھا جو مستحکم ہورہی منڈی کی حامی نظریاتی وسیاسی لائین کے ساتھ ٹکر لیتا۔ پر زبردست سماجی دباؤ نیز منڈی مخالف رجحان کے اندر پائی جانے والی کمزوریوں کا تقاضہ تھا کہ محض زبانی جمع خرچ سے آگے بڑھا جائے اور کوئی ٹھوس اور ناقابل تسخیر منصوبہ پیش کیا جائے تاکہ منڈی کی معیشت کے حامیوں کا جم کر مقابلہ کیا جاسکے۔

جب سوشلسٹ پیداواری رشتوں کو مزید مستحکم کرنے اور وسعت دینے کا معاملہ درپیش ہوا تو

1950ء کی ابتداہی میں پارٹی کو نظریاتی اور سیاسی حوالے سے کولخوز کاشتکاروں نیز زرعی و صنعتی پیداوار کے منیجروں کی طرف سے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ پارٹی کے اندر یہ گرما گرم بحث بالآخر اس نقطہ پر ختم ہوئی کہ قانونِ قدر کو سوشلزم کا قانون تسلیم کرلیا گیا۔ اس بحث نے بہرحال سوشلسٹ ترقی کی تاریخ میں فوری اور دیرپا نتائج کی حامل سیاسی راہیں منکشف کیں۔ جو دوسری عالمگیر جنگ کے زمانے سے پہلے کے مقابلے زیادہ خطرناک ثابت ہوئیں جبکہ مادی پسماندگی کی وجہ سے یہ نظریاتی نقطہ ہائے نظر نسبتاً کم خطرناک تھے۔

یہ قوتیں سیاسی طور پر سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی بیسویں کانگریس میں کھل کر سامنے آئیں۔ کیونکہ اس کانگریس میں کچھ ایسے فیصلے کیے گئے جنہوں نے ثابت کردیا کہ سوویت اقتدار اب انتہائی موقعہ پرست رجحان کے حامل لوگوں کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے۔ 'نئی سیاسی راہوں' کو مرحلہ وار عمل میں لایا گیا جس سے سوشلسٹ پیداواری یونٹوں کی انتظام کاری اور مرکزی منصوبہ بندی کی خرابیاں اور کمزوریاں دور کرنے کے نام پر جنس اور پیسے کے سرمایہ دارانہ رشتوں کو وسعت دے کر مضبوط بنایا گیا۔

معیشت کے مسائل حل کرنے کیلئے ان ذرائع اور طریقہ ہائے کار کی مدد لی گئی جن کا تعلق ماضی سے تھا۔ مرکزی منصوبہ بندی اور سماجی ملکیت کو ازسرِ نو مستحکم کرنے کی بجائے 'منڈی' کی پالیسیوں پر عملدرآمد کو فروغ دیا گیا۔ کئی طرح کی مہارتیں پیدا کرنے، تکنیکی بنیادوں پر محنت کی تقسیم وغیرہ کے حوالے سے محنت کش طبقے کو طاقتور نہیں بنایا گیا، محنت کی تنظیم کے سلسلے میں محنت کشوں کی شرکت خواہ نیچے سے اوپر تک محنت کشوں کے کنٹرول کو یقینی اور مستحکم بنانے کی بجائے اس کے برعکس رجحان نے خود کو مستحکم کرنا شروع کردیا۔ ایسے ماحول میں سماجی شعور رفتہ رفتہ پس ماندہ اور پچھڑا ہوا بنتا گیا۔ سوویت یونین میں اب پرانے تجربے، جن کا تعلق سوویت صنعت کے ساتھ تھا مثلاً استخانوف کی تحریک، جو معیار اور ضابطے سے متعلق تھی، زیادہ مؤثر تنظیم کاری اور انتظام کاری، خام مال اور اوقات کار میں تخفیف کیلئے کی گئی ایجادات اب یادِ ماضی بن کر رہ گئی تھیں۔

لابرمین، نیمز ینوف اور رپز نیکوف وغیرہ جیسے 'منڈی حمایتی' معیشت دانوں نے معاشیات کے موجود مسائل کی غلط تشریح کرتے ہوئے منصوبہ بندی کی داخلی کمزوریوں کی بجائے خارجی کمزوریوں کو اس کا سبب گردانا اور کہا کہ نئی سماجی ضروریات کی تشفی کیلئے پیداوار کا جو معیار اور مقدار نیز ہمہ جہتی درکار ہے وہ معروضی خرابیوں کی وجہ سے ناقابل حصول بنی ہوئی ہے۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ نظریاتی طور پر اس تمام بحران کی ذمہ داری سوشلزم کے تحت پیداوار کے بطور جنس کردار سے انکار فی سبیل اللہ، زرعی شعبے کی ترقی کو کم تر سمجھنا اور معاشی انتظام کاری میں موضوعی مداخلت کے امکان کو حد سے زیادہ توجہ طلب سمجھنے کی پالیسی پر عائد ہوتی ہے۔

انہوں نے بیان فرمایا کہ یہ مرکزی صاحب اقتدار شخصیات کے بس کی بات ہی نہیں تھی کہ وہ تمام اجناس کی قیمتیں طے کریں، معیار پر نظر رکھیں، تکنیک کو دیکھیں یا اجرتوں کی سطح پر نظر رکھیں اس کے برعکس منصوبہ بند معیشت کے طے شدہ اہداف حاصل کرنے کیلئے منڈی کے قوانین کا بھی اہم کردار تھا۔

یہی وہ پس منظر و پیش منظر تھا جب ہم نظریاتی سطح پر 'اجناس کی سوشلسٹ پیداوار' یا 'سوشلزم بمع منڈی' جیسے نظریات سے متعارف ہوتے ہیں۔ اسی عہد میں ہم دیکھتے ہیں کہ قانون قدر Law of value کو سوشلسٹ طریق پیداوار کا قانون بھی تسلیم کیا جاچکا ہے۔ مستقبل میں انہیں نظریات کی بنیاد پر معاشی پالیسیاں ترتیب دی گئیں۔

بیسویں کانگریس کے بعد مرکزی منصوبہ بندی اور سماجی ملکیت کو کمزور کرنے کی پالیسی نے مزید رفتار پکڑ لی۔ 1957ء میں سوویت یونین میں صنعتی پیداوار کی رہنمائی کرنے والی وزارت کا خاتمہ کردیا گیا۔ نہ صرف رشین فیڈریشن بلکہ یونین میں شامل تمام ممالک میں اس وزارت کی شاخیں تک بند کردی گئیں۔ اس کی جگہ 'سوونارخوز' یعنی علاقائی معاشی کونسلیں تشکیل دی گئیں۔ اسی طرح منصوبہ بندی کیلئے مرکزی سطح کی رہنمائی کو کمزور کیا گیا۔ بجائے اس کے کہ کولخوزیوں کو منصوبہ بندی کے تحت سوخوزیوں میں تبدیل کیا جاتا اور بالخصوص کولخوزیوں کی مکمل پیداوار کو منصوبہ بندی کے تحت ریاستی کنٹرول میں لیا جاتا، ٹریکٹر اور دیگر مشینیں کولخوزیوں کی ملکیت میں دے دی گئیں۔ حالانکہ 1958ء

Scanned by CamScanner

میں قابلِ عمل بنائی جانے والی یہ پالیسی ماضی میں رد کی جا چکی تھی۔ ان تبدیلیوں کی وجہ سے مسائل حل ہونا تو درکنار الٹا نئے مسائل پیدا ہوئے یا سامنے آئے جیسے مثلاً مویشیوں کیلئے چارے کی قلت اور کولخوز کا تکنیکی طور پر پسماندگی کی طرف رجوع کرنا۔

1960ء کے وسط میں ان تمام مسائل کی جڑ معیشت کے زرعی شعبے کی انتظام کاری میں موضوعی خرابیوں کو بتایا گیا۔ چنانچہ ان مسائل سے گلوخلاصی کیلئے مندرجہ ذیل اصلاحات کی سفارش کی گئی تھی: کولخوزیوں سے ریاستی وصولیاں کم کی جائیں۔ کولخوزیوں کو ان کی اضافی پیداوار مہنگے داموں بیچنے کا موقعہ دیا جائے۔ انفرادی طور پر کھیتی باڑی کرنے والے کسان اور کاشتکار خاندان پر سے ترسیل زر کے حوالے سے عائد پابندیاں ختم کی جائیں اور نجی ملکیت بنے ہوئے مویشیوں پر سے ٹیکس وصول نہیں کی جائے۔ اس کے علاوہ سوویت یونین کے اسٹیٹ بینک کی طرف سے کولخوزیوں کے ذمہ جتنا قرض تھا، معاف کر دیا گیا۔ دیگر مختلف مالیاتی اداروں کی طرف سے دیئے گئے قرضوں کی واپسی کی میعاد بڑھا دی گئی۔ مویشیوں کی نجی ملکیت رکھنے والوں کو براہِ راست چارہ فروخت کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ زرعی پیداوار کا ایک حصہ محفوظ اور مسلسل ترقی کرتا ہوا بنا دیا گیا۔ یہ وہ حصہ تھا جس کا تعلق انفرادی طور پر کاشتکاری کرنے والے خاندانوں اور کولخوزیوں سے تھا اور جن کی پیداوار منڈی میں آزادی سے فروخت ہوتی تھی۔ تاہم دوسری جانب افزائشِ مویشیاں کا سرکاری شعبہ پیچھے رہتا گیا۔ ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کیلئے مختلف علاقوں اور یونین میں شامل ممالک کے درمیان خصوصاً زرعی پیداوار کے حوالے سے فرق بڑھتا گیا۔

پیداوار کے سوشلسٹ خدوخال کی بجائے جنس کا کردار رکھنے والی پیداوار کے حق میں صنعتی شعبے میں بھی اسی طرح کی پالیسی نافذ کر دی گئی تھی جسے 'کوسیجن کی اصلاحات' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ بقول اُن کے صنعتوں کے معاشی احتساب کا ایک ایسا نظام تھا جس کا کردار محض نمائش کیلئے نہیں بلکہ حقیقی تھا۔ روسی زبان میں اس نظام کو خوزراشیوت کہا جاتا ہے۔ اس نظام کے متعلق دعویٰ کیا جا رہا تھا کہ یہ محنت کی پیداواری صلاحیت کی سالانہ شرح ترقی میں کمی اور سالانہ صنعتی پیداوار میں کمی

کو روکے گا۔ یاد رہے کہ 1957ء میں سوونارخوز کے ذریعے مرکزی منصوبہ بندی کو جس طرح کمزور کیا گیا تھا، اس کے نتیجے میں 1960ء کے پہلے ہی سال سے صنعت کا روبہ زوال ہونا نوٹ کیا گیا تھا۔ اصلاحات کی پہلی لہر پارٹی کی 23ویں اور 24ویں کانگریس کے درمیانی عرصے میں ابھری جو علی الترتیب 1966ء اور 1971ء میں منعقد ہوئیں۔ اصلاحات کے اس نئے نظام کے مطابق پیداوارکنندگان اور انتظامیہ کو بونس اس بنیاد پر دیا جاتا تھا کہ انہوں نے پیداوار کی فروخت کے حوالے سے کس قدر کامیاب منصوبہ بندی کی اور خود ان کے کارخانے یا صنعتی یونٹ کی پیداوار کس قدر اونچی شرح منافع پر فروخت ہو رہی ہے۔ جبکہ اس سے پہلے یہی بونس محنت کشوں اور محنت کی تنظیم ونگہداری کرنے والوں کو اس بنیاد پر دیا جاتا تھا کہ انہوں نے طئے شدہ حدود سے بھی بڑھ کر پیداوار کی اور انکی پیداوار مقدار و معیار کے لحاظ سے بہتر تھی۔ نئے نظام کے مطابق محنت کشوں کو اضافی رقوم ان کے کمائے ہوئے منافع میں سے دی جاتی تھیں۔ اِسی طرح ان کی گھریلو ضروریات وغیرہ کی تکمیل کیلئے بھی ان کے کمائے ہوئے نفع پر دارومدار ہوگا۔ چنانچہ اس طرح پیداوار کی محرک قوت نفع کو بنا دیا گیا۔ اجرتوں میں فرق بڑھ گیا۔ مختلف اداروں کے درمیان جنس اور پیسہ کی افقی لین دین کیلئے راہ ہموار کر دی گئی تھی۔ پیداوار کرنے والے اور اس کے خریداروں کے بیچ اب براہِ راست تعلقات بن رہے تھے۔ محنت کشوں کی ریاست درمیان میں سے ہٹ رہی تھی۔

اب قیمتوں کا تعین اور منافع کی شرح طئے کرنے والے یہی دو گروہ تھے۔ پیداوار کرنے والے اور استعمال کیلئے خرید کرنے والے۔ یعنی محنت کشوں کی ریاست درمیان میں سے ہٹ کر عوام کو کمرشل اداروں کے رحم و کرم پر چھوڑنے جا رہی تھی۔ اب مرکزی منصوبہ بندی کا اختیار یہ رہ گیا تھا کہ وہ صرف نئے قائم کیے جانے والے صنعتی اداروں کی مجموعی پیداوار اور سرمایہ کاری کا تعین کریگی۔ جبکہ پرانے ادارے اپنے طریقے سے چلینگے۔ ان کو جدید بنانے پر جو اخراجات اٹھینگے وہ انہی کے کمائے ہوئے منافع سے ادا کیے جائینگے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ادارہ نفع نہیں کما رہا یا بہت زیادہ نفع نہیں کما رہا تو اس کی دیکھ بھال اور اسے نئے دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ بھی نہیں کیا جائے گا یا بس

Scanned by CamScanner

واجبی سا کیا جائیگا۔ دوسرے لفظوں میں ڈوبتے کو ڈوبنے دیا جائیگا اگر اس کے پاس پیسے نہیں ہیں۔

ان اصلاحات نے اُس نام نہاد 'سارے عوام کی ملکیت' کو مکمل طور پر اپنے زیر اثر کر دیا جس میں ریاستی قطعاتِ اراضی تک شامل تھیں۔ 13 اپریل 1967ء کو سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور وزراء کونسل کے ایک فیصلے کے نتیجے میں سودخوزی کی حیثیت ایک مکمل معاشی احتساب کے ادارے کی بن گئی۔ 1975ء سے سودخوزیوں نے 'مکمل معاشی احتساب کے تحت' کام کرنا شروع کر دیا تھا۔

سوویت یونین میں نظریاتی دیوالیہ پن اور اس کی بازگشت کے طور پر سیاسی زوال ایک ایسے دور میں شروع ہوا جب پیداواری قوتیں ترقی کی اعلیٰ منزل تک پہنچ چکی تھیں اور انہیں ایک ترقی یافتہ مرکزی منصوبہ بندی کی شدید ضرورت تھی۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ سوشلسٹ تعلقات کو مستحکم اور گہرا بنانے کی ضرورت مکمل طور پر پک چکی تھی۔

منڈی کی اصلاحات کا جو راستہ چنا گیا۔ وہ بہرحال یکطرفہ راستہ تو نہیں تھا۔ معاشی مسائل کے تنازعے کا تقاضہ تھا کہ مرکزی منصوبہ بندی کے اشاریوں اور مؤثر محرکوں کو ذرا مزید تفصیل سے بیان کیا جائے اور ساتھ ہی یہ کہ انہیں مختلف شعبوں، ایک سے دوسرے شعبے میں اور دیوہیکل صنعتی اداروں میں کس طرح نافذ العمل بنایا جائے گا۔ عین اسی وقت کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال کے سارے منصوبے اور سفارشات رد کر دیئے گئے جو کہ بصورت دیگر معلومات اور اعداد و شمار کے تکنیکی تجزیات کے سلسلے میں مددگار ثابت ہو سکتے تھے اور مقدار و معیار ناپنے کے اشاریوں کی بناء پر اشیائے صرف کی پیداوار کی نگہداری اور اس پر ضابطے کے عمل کو بہتر بنایا جا سکتا تھا۔

منڈی کی اصلاحات اور سوشلسٹ پیداوار کی اِکائی کو مرکزی منصوبہ بندی سے علیحدہ کر دینے کے نتیجے میں ذرائع پیداوار پر سوشلسٹ ملکیت کے کردار کو کمزور کر دیا گیا' کی گئی محنت کے مطابق اجرت' کے اصول کی خلاف ورزی شروع ہو گئی۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی 1971ء میں منعقد ہونے والی چوبیسویں کانگریس نے

نویں پانچ سالہ منصوبہ 1971-195 کیلئے جاری کردہ احکامات کے ذریعے ڈپارٹمنٹ الف (Industry) کی ڈپارٹمنٹ ب (Consumer Goods) پر نسبتی فوقیت کو الٹ دیا۔ حالانکہ اس طرح کا منصوبہ پارٹی کی بیسویں کانگریس ہی میں پیش کیا گیا تھا۔ لیکن اس وقت اسے قبول نہیں کیا گیا تھا۔ اس ترمیم کیلئے دلیل یہ گھڑی گئی کہ اس سے عمومی استعمال کی سطح کو بڑھایا جا سکے گا۔ جبکہ فی الحقیقت یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جس کے ذریعے سوشلسٹ قوانین کو توڑا گیا اور اس فیصلے کے نتیجے میں محنت کی پیداواری صلاحیت پر بھی منفی اثرات پڑے۔ سماجی دولت میں اضافے کیلئے بنیادی عنصر کی حیثیت رکھنے والی محنت کی پیداواری صلاحیت کی ترقی، سماجی ضروریات کی تکمیل اور انسان کی ہمہ گیر ترقی کا دارومدار ذرائع پیداوار کی ترقی پر ہوتا ہے۔ منصوبہ بندی کو انتہائی قابلیت اور مہارت کے ساتھ مندرجہ ذیل اقدامات اُٹھانے چاہییں: صنعت، ذرائع آمدورفت، پیداوار کی تقسیم اور اسے محفوظ رکھنے کے سلسلے میں جدید ترین تکنیک کا استعمال کرنا۔

یہ جو ڈپارٹمنٹ الف (Industry) اور ڈپارٹمنٹ ب (Consumer Goods) کی نسبت کا اوپر تذکرہ ہوا اس کے نتیجے میں مندرجہ بالا تضادات کو حل نہیں کیا جا سکا مثلاً آمدن کا نقد صورت میں بڑھا جانا اور اشیائے صرف کی صورت میں لوگوں کی ضروریات کی تکمیل نہیں ہو پانا۔ رنگین ٹی وی سیٹ اور گھریلو استعمال کی دیگر برقی اشیاء کی زبردست قلت موجود تھی۔ اسی فیصلے نے دوسری جانب مرکزی منصوبہ بندی کو اس کے بنیادی ہدف یعنی سماجی خوشحالی سے دور ہٹا دیا۔ یہی نہیں اس نے پیداواری قوتوں کی ترقی کی سطح اور پیداوار و تقسیم کے کمیونسٹ رشتوں کی سطح کے درمیان تضاد کو بھی تیز تر کر دیا۔

1980ء کے عشرے کے دوران سیاسی سطح پر پارٹی کی ستائیسویں کانگریس (منعقدہ 1986ء) کے فیصلے نے موقعہ پرستی کو مزید تقویت دی۔ نتیجتاً 1987ء میں منظور کئے گئے قانون کے ذریعے ردِ انقلاب کو کامیاب ہونے کیلئے راستہ صاف کر کے دیا گیا۔ یہ وہ قانون تھا جس کے ذریعے سوویت یونین میں سرمایہ دارانہ معاشی رشتوں کو قانونی طور پر تسلیم کیا گیا تھا۔ یہ سب ملکیت کی کئی شکلوں کو قبول کرنے کے لبادے میں کیا گیا۔

1990ء کی ابتدا میں 'منڈی کی منصوبہ بند معیشت' کے سوشل ڈیموکریٹک نقطہ نظر سے بڑی تیزی کے ساتھ 'پابند منڈی کی معیشت' کے حق میں دستبرداری اختیار کی گئی۔ یہ پارٹی کی اٹھائیسویں کانگریس میں مرکزی کمیٹی کا موقف تھا۔ لیکن معاملہ یہاں پہنچ کر بھی رکنے والا نہیں تھا چنانچہ اس نام نہاد 'پابند منڈی کی معیشت' سے بھی پیچھے ہٹنا پڑا اور بالآخر 'آزاد منڈی کی معیشت' نے غلبہ حاصل کیا۔

اُس وقت جس راستے کو اغلب طور پر اپنایا گیا تھا آج اُسے محض نظریاتی پہلو سے نہیں دیکھنا چاہیے n بلکہ اس کے عملی نتائج پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ان اصلاحات کے نفاذ کے دو عشروں بعد

مسائل واضح طور پر شدت اختیار کر گئے تھے۔ سوشلسٹ تعمیر کی پوری تاریخ میں پہلی مرتبہ جمود نے سر اُٹھایا۔ صنعتی اداروں اور کارخانہ جات میں تکنیکی پسماندگی طویل المدت حقیقت بن گئی۔ متعدد اشیائے صرف کی کمی کی شکایات بڑھ گئیں۔ اس کے علاوہ 'منڈی' میں کئی طرح کے دیگر مسائل بھی ظہور پذیر ہوئے۔ کیونکہ اشیاء تیار کرنے والے کارخانے قیمتوں میں خودساختہ تیزی لانے کیلئے کبھی کچھ چیزوں سے دکانیں کھچا کھچ بھر دیتے تھے تو کبھی کچھ چیزوں کی بہت ہی کم تعداد فراہم کی جاتی تھی۔

1970ء کے عشرے میں سوویت معیشت کی پسماندگی کا ایک اہم اشارہ یہ ہے کہ صنعتی خام مال اور تیار اشیاء کی پیداوار میں سوویت یونین کا بین الاقوامی طور پر جتنا حصہ تھا وہ کم ہو رہا تھا۔

منڈی کی قوتوں کی سوشلزم کی سماجی پیداوار میں براہِ راست اور کبھی نہ ختم ہونے والی مداخلت اسے کمزور کر رہی تھی۔ اِسی دخل اندازی نے سوشلسٹ حرکی قوتوں کو زوال کی طرف دھکیلا۔ چونکہ دو اداروں کے ملازمین، ایک ہی ادارے میں کام کرنے والوں نیز مزدور اور مینیجر کی اجرتوں میں فرق تیزی سے بڑھتا جا رہا تھا لہٰذا انفرادی یا گروہی قلیل المیعاد مفادات معاشرے کے مجموعی مفادات پر حاوی ہو گئے۔ ہر گذرتا لمحہ سماجی حالات کو ردِ انقلاب کے حق میں پھیرتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ پھلتا پھولتا ردِ انقلاب بالآخر پرسترائیکا کی سواری میں بیٹھ کر تختِ اقتدار تک پہنچے اور مسند نشین بن جائے۔

ان اصلاحات کے ذریعے یہ امکانات پیدا کیے گئے تھے کہ سمگلنگ وغیرہ جیسے غیر قانونی ذریعوں سے جمع کیا ہوا سرمایہ بلیک مارکیٹنگ (غیر قانونی) دھندوں میں لگایا جا سکے۔ ابتدائی طور پر ان مواقع سے فائدہ اُٹھانے والے منتظمین میں سے تھے خواہ وہ بڑے صنعتی اداروں میں کام کرتے تھے یا ان کی ملازمت بڑے کارخانے کی کسی شاخ یا چھوٹے شعبے میں تھی۔ اسکے علاوہ کولخوزیوں میں کام کرنے والے کیڈروں اور بیرنِ ملک تجارت کرنے والوں نے بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لیئے۔ اس 'متوازی منڈی' کے حوالے سے سوویت یونین کے مرکزی وزارتِ مالیات نے جو اعداد و شمار پیش کیے ان کے مطابق ریاستی نیز امدادِ باہمی کے ذریعے ہونے والی زرعی پیداوار کا کافی بڑا حصہ بھی غیر قانونی ذرائع سے صارفین تک پہنچایا جاتا تھا۔

انفرادی کاشتکاری کرنے والوں (کولخوزیوں) کی اجرتوں میں نمایاں طور پر اضافہ ہوا اور زرعی پیداوار کے براہِ راست سماجی کردار کی ان کی مخالفت کے رجحان میں بھی نمایاں تیزی آئی۔ کولخوزیوں میں مینیجر کی حیثیت سے کام کر رہے کاشتکار جو کہ رفتہ رفتہ امیر بنتے جا رہے تھے، ایک طاقتور سماجی پرت کی حیثیت میں سوشلسٹ تعمیر کے سلسلے میں بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہو رہے تھے۔ کسی 'ادارے کا کمایا ہوا منافع' اسی ادارے کی ملکیت رہنے دے کر صنعت میں سماجی تفریق کے اظہار کو تو اور بھی زیادہ بڑا موقعہ دیا گیا تھا۔ یہ نام نہاد 'شیڈو کیپٹل' صرف ادارہ جاتی منافع کے بل بوتے پر مالدار ہونے کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ بلیک مارکیٹنگ، سماجی ملکیت میں خیانت کر کے مجرمانہ گھپلوں کے ذریعے بھی سرمایہ اکٹھا کیا جا رہا تھا۔ اس تمام کالے دھن کو صاف کرنے اور غیر قانونی سرمایے کو قانونی بنانے کیلئے ذرائع پیداوار کی سماجی ملکیت کو ختم کرنے اور اسے دوبارہ نجی ملکیت میں دے دینے کی کاروائی شروع کی گئی جو یقیناً سرمایہ داری کی دوبارہ بحالی کیلئے پیش قدمی تھی۔ اس سرمایہ کے مالکان ہی ردِ انقلاب کی سب سے طاقتور سماجی قوت تھے۔ انہوں نے اپنی حیثیت کو ریاستی و پارٹی مشینری میں استعمال کیا۔ انہوں نے آبادی کے ان حصوں میں اپنے لئے تعاون اور پشت پناہی پیدا کر لی جو سرمایہ داری کے نظریہ کے حملوں اور اپنی غیر مستقل مزاجی کے دباؤ کو جھیلنے کیلئے بادی النظر میں سب سے زیادہ غیر محفوظ تھے مثلاً دانشوروں کی جماعت کا کافی بڑا حصہ، نوجوانوں کا ایک حصہ مثلاً یونیورسٹیوں کے طالبِ علم۔ ان قوتوں نے براہِ راست یا بالواسطہ پارٹی پر اثر انداز ہونا شروع کیا۔ وہ اپنی موقعہ پرستانہ تباہ کاریوں اور ردِ انقلابی زوال پذیری کو مضبوط اور مستحکم بناتے گئے۔ حتیٰ کہ جس کا اظہار آگے چل کر پیرسترائیکا کی پالیسیوں اور سرمایہ دارانہ رشتوں کو ادارہ جاتی انداز میں مستحکم کرنے کے ذریعے ہوا۔ یہ پیرسترائیکا کے بعد سوشلزم کو اکھاڑ پھینکنے کے ذریعے حاصل کیا گیا۔

☆ سوشلسٹ تعمیر کے عمل میں کمیونسٹ پارٹی کا کردار

سوشلسٹ تعمیر وترقی میں پارٹی کا اٹل کردار محنت کش طبقے کے ریاستی اقتدار کی قیادت کرنے اور عوام کو اس عمل میں سرگرم شرکت کرنے کیلئے تیار کرنے کے اُس عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ محنت کش طبقے کو اس نئے ریاستی اقتدار کی رہنما قوت کے طور پر تشکیل پانی پڑتی ہے سب سے پہلے اس کی پارٹی کے ذریعے۔

ایک نئے معاشرے کی تعمیر وترقی کیلئے جدوجہد انقلابی محنت کشوں کے ذریعے ہوتی ہے۔کمیونسٹ پارٹی کے ذریعے جوسوشلسٹ اور کمیونسٹ معاشروں کے قوانینِ حرکت کوشعوری طور پر سمجھتے ہوئے اس جدوجہد کو قیادت فراہم کرتی ہے۔انسانی ذات کی سماجی عمل میں شرکت اوراس پر کنٹرول کے ذریعے جبراور غلامی کی حکمرانی سے نجات پاکر اختیاراور آزادی کی سلطنت میں قدم رکھتی ہے۔یہیں سے موضوعی عنصر کا کردار پچھلی تمام سماجی معاشی تشکیلوں کے مقابلے زیادہ ابھر کر سامنے آتا ہے کیونکہ پرانے زمانے میں انسانی ذات کی سرگرمی تعلقات پیداوار کی خودروترقی کو بنیاد بناتے ہوئے خودروسماجی قوانین کے اطلاق پر دارومدار رکھتی تھی۔

چنانچہ سوشلسٹ تعمیر کیلئے کمیونسٹ پارٹی کی پالیسیوں کا سائنسی اور طبقاتی فطرت کی حامل ہونا ایک ایسی حقیقت اور ضروری شرط ہے جس سے روگردانی نہیں کی جاسکتی۔جہاں سے یہ خصلتیں غائب ہونا شروع ہونگی، موقع پرستی کی نشونما شروع ہوجائیگی اور اگر اس موقع پرستی کا بروقت علاج نہیں کیا گیا تو رفتہ رفتہ یہ خود کو رِدانقلابی قوت میں تبدیل کریگی۔

پیداوار اور تقسیمِ پیداوار میں کمیونسٹ رشتوں کی ترقی کا فریضہ کمیونسٹ پارٹی طبقاتی مفادات کے سائنسی مطالعے اور کمیونسٹ سماجی معاشی تشکیل کے قوانینِ حرکت کا ادراک کرتے ہوئے سائنسی کمیونزم کے نظریہ کو ترقی دے کر ادا کرتی ہے۔تجربہ یہ بتاتا ہے کہ سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ریاستوں کی حکمران کمیونسٹ پارٹیوں نے یہ کام کامیابی سے مکمل نہیں کیا۔

اگر مجموعی طور پر طبقے کی بات کی جائے تو محنت کش طبقے میں طبقاتی شعور نہ تو خودرواور نہ

مشترکہ طور پر ترقی پاتا ہے۔محنت کش طبقے میں عوامی سطح تک کمیونسٹ شعور کا ابھار بہرحال پیداوار میں کمیونسٹ رشتوں کے استحکام اور محنت کش طبقے کی شراکت پر منحصر ہوتا ہے۔کمیونسٹ پارٹی کو اس عمل کی قیادت کرنا ہوتی ہے جو کہ عوام الناس کو انقلابی شعور سے مسلح کرنے کا بنیادی ذریعہ ہوتا ہے۔اِسی مادی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ انقلابی کام کو ضرور پختہ کار ہونا چاہیے۔اسی بنیاد پر یہ بھی ضروری ہے کہ اس انقلابی پارٹی کا کردار اور اثرورسوخ بھی انتہائی گہرا ہونا چاہیے جو سوشلزم کی تعمیر کیلئے محنت کش طبقے کو متحد ومنظم کرتی ہے اسے سماجی انقلاب کرنے کیلئے تیار کرتی ہے۔

معاشی رشتوں کی بناء پر محنت کش طبقے کے عمومی شعور کی بہ نسبت ان کی ہراول (پارٹی) کا شعور کہیں زیادہ بہتر اور برتر ہونا ضروری ہے۔یہیں سے یہ بات انتہائی ضروری بن جاتی ہے کہ پارٹی کی نظریاتی سطح اور مستقل مزاج فطرت اعلیٰ درجے کی ہوتا کہ موقعہ پرستی کے خلاف جدوجہد میں وہ ڈگمگائے نہیں۔صرف سرمایہ داری ہی کے تحت نہیں بلکہ سوشلسٹ تعمیر کے دوران بھی پارٹی پہلے سے زیادہ محکم طور پر موقعہ پرستی کے خلاف جہاد کرے۔

1950ء ہی سے موقعہ پرستی ادھر اُدھر ڈول رہی تھی اور پارٹی کا انقلابی کردار رفتہ رفتہ ختم ہوتا جارہا تھا۔اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سوشلسٹ معاشرے میں بھی انحراف کا خطرہ مکمل طور پر کبھی بھی نہیں ٹل جاتا۔سامراجی حصار اور اس کے منفی اثرات کو تسلیم کرتے ہوئے یہ حقیقت بھی تسلیم کرنی ہوگی کہ موقع پرستی کی سماجی بنیادیں تب تک قائم رہتی ہیں جب تک نجی اور گروہی ملکیت، جنس اور پیسہ کے تعلقات نیز سماجی عدم مساوات کی کوئی بھی شکل قائم ہو۔موقعہ پرستی کی مادی بنیادیں سوشلسٹ تعمیر کے سارے عرصے میں موجود رہینگی۔اور جب تک سرمایہ داری موجود ہے۔بالخصوص جب تک طاقتور سرمایہ دار ریاستیں موجود ہیں۔موقعہ پرستی بھی موجود رہیگی۔

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد کے زمانے میں دیکھا گیا کہ پارٹی نظریاتی سطح پر بھی اور طبقاتی معنوں میں بھی کمزور پڑ چکی تھی۔کیونکہ انتہائی تجربہ کار اور طبقاتی جدوجہد کی بھٹی میں پک کر تیار ہونے والا کیڈر بڑے پیمانے پر جنگ کی بھینٹ چڑھ چکا تھا۔نظریاتی کمزوریوں اور خامیوں کے ساتھ ساتھ کچھ

Scanned by CamScanner

نئے مسائل بھی سر اٹھائے کھڑے تھے جس کی وجہ سے پارٹی بالکل لاغر نظر آ رہی تھی۔ پارٹی نے خود کو درونِ پارٹی جدوجہد کے معاملے میں انتہائی غیر محفوظ پایا جو کہ دراصل اس سماجی تفریق کی آئینہ دار تھی جو سوویت یونین کے معاشرے میں اس وقت موجود تھی۔ ایسے حالات میں موقعہ پرستی اور ترمیم پسندی کے رجحانات کا پلڑا بھاری ہو گیا حالانکہ قبل ازیں پارٹی کی اندرونی جدوجہد کے دوران ان رجحانات کو شکستِ فاش دی گئی تھی۔

سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ممالک (مشرقی یورپ کی سوشلسٹ ریاستوں) کی کمیونسٹ پارٹیوں کے اس طرح کے موقعہ پرستانہ اور ترمیم پسندانہ رجحانات کو اپنانے کی وجہ سے ہی ان پارٹیوں کو بالآخر بار برداری کا وہ جانور بن جانا پڑا جس پر سوار ہو کر 1980ء میں ردِ انقلاب 'جلوہ افروز ہوا۔

پارٹی کی انیسویں کانگریس (منعقدہ 1952ء) نے پارٹی کے نظریاتی کام کو مطلوبہ اہمیت نہ دیئے جانے اور دیگر اہم مسائل کو مناسب توجہ نہ دینے کا معاملہ اٹھایا تھا۔ اس وقت کے سرکاری اعداد و شمار نے پارٹی ممبران کی تعداد اور تشکیل کے حوالے سے کی گئی تبدیلیوں کو بھی واضح کیا۔ پارٹی کی اٹھارویں کانگریس (منعقدہ مارچ 1939ء) میں پیش کردہ رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ پارٹی کے مستقل ممبران کی تعداد پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار آٹھ سو باون ہے۔ جبکہ امیدوار ممبران کی تعداد آٹھ لاکھ اٹھاسی ہزار آٹھ سو چودہ ہے۔ دوسری عالمگیر جنگ کے دوران پارٹی کے مستقل ممبران کی تعداد بڑھ کر چھتیس لاکھ پندرہ ہزار ہو گئی جبکہ امیدوار ممبران میں بھی زبردست اضافہ ہوا۔ ان کی تعداد ترپن لاکھ انیس ہزار ہو گئی۔ جنگ کے دوران کمیونسٹ پارٹی کے تیس لاکھ ممبران شہید ہوئے۔ اس کے باوجود انیسویں کانگریس 1952ء میں پارٹی مستقل ممبران کی تعداد ساٹھ لاکھ تیرہ ہزار دو سو انسٹھ جبکہ اس کے آٹھ لاکھ اڑسٹھ ہزار آٹھ سو چھیاسی امیدوار ممبر تھے۔

موقعہ پرست رجحان جو پارٹی کی بیسویں کانگریس 1956ء کے دوران پارٹی میں نمایاں حیثیت و مقام حاصل کر چکا تھا، نے بعد میں پارٹی کی انقلابی ساخت کو شدید نقصان پہنچایا۔ ایک ایسی حکمران پارٹی جو بہ یک وقت سامراجی جارحیت کا مقابلہ بھی کر رہی تھی، کو اندر سے نقب لگانے کا انتظام

بھی ہو چکا تو پھر مستقل مزاج کمیونسٹوں کو بیدار اور متحرک کرنے کا عمل بہت مشکل ہو گیا۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی صفوں میں بیسویں کانگریس سے پہلے، کانگریس کے دوران اور اس کے بعد بھی ان معاملات پر شدید جدوجہد جاری تھی۔ پیرسترائیکا سے ذرا پہلے یعنی نومبر 1982ء سے فروری 1984ء تک کا عرصہ، جس میں سوویت یونین کی پارٹی کا سیکریٹری جنرل آندروپوف تھا۔ اس وقت کی اندرونِ پارٹی جدوجہد کو سمجھنے کیلئے بہت ہی مختصر عرصہ ہے۔ تاہم اس وقت کے کچھ مضامین اور سوویت یونین کی پارٹی کے دستاویزات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس وقت سوشلزم کی تعمیر کی حوالے سے سرمایہ دارانہ اور اصلاح پرست سوچ کے خلاف جدوجہد کو تیز کرنے اور سوویت اقتدار کے خاتمے کے حوالے سے سامراجی ریشہ دوانیوں پر نظر رکھنے کی اہمیت پر زور دیا گیا تھا۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی میں موجود مجاہد کمیونسٹ قوتیں ردِ انقلاب کی جماعت کے دغاباز کردار کو بروقت بے نقاب نہیں کر پائیں۔ اپریل 1985ء میں مرکزی کمیٹی کے مکمل اجلاس اور 1986ء میں پارٹی کی ستائیسویں کانگریس کے موقع پر یہ دغاباز ردِ انقلابی قوتیں پارٹی کو اپنے نرغے میں لے چکی تھیں۔ تاریخ نے دکھایا ہے کہ 1990ء میں جب پارٹی کی اٹھائیسویں کانگریس ہو رہی تھی تب پارٹی کے اندر سرمایہ دار، موقعہ پرست اور کمیونسٹ بہ یک وقت جمع تھے۔ یہی وہ موقعہ بھی تھا جب ردِ انقلاب نے اپنا فیصلہ کن حملہ کیا۔ اب کی بار کمیونسٹ قوتیں اتنی طاقتور نہیں تھیں کہ آگے آتیں اور ردِ انقلاب کی کامیابی کو روک پاتیں۔ حالانکہ پارٹی کی اٹھائیسویں کانگریس کے دوران اور اس کے بعد بھی انہوں نے مزاحمت کی تھی اب کے انہوں نے خود کو 'روسی محنت کش عوام کے متحدہ محاذ' کے گرد جمع کیا۔ انہوں نے روس کے صدر اور نائب صدر کے عہدوں کیلئے امیدوار کھڑے کئے۔ 'کمیونسٹ پہل کاری کی تحریک' کے اقدامات کے ذریعے انہوں نے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے کیڈر میں کام کیا اور کوشش کی کہ گورباچوف کو ان کی کمیونزم مخالف سرگرمیوں کی پاداش میں پارٹی سے نکال باہر کیا جائے۔

لیکن اس طرح کی مزاحمت کے باوجود انقلابی کمیونسٹوں کا ایسا ہراول جو نظریاتی و سیاسی

Scanned by CamScanner

طور پر واضح اور مستقل مزاج ہو، جو طاقتور ہوتے جا رہے تھے ردِ انقلاب کے خلاف محنت کش طبقے کے نظریاتی، سیاسی اور تنظیمی سطح پر قیادت کر سکے، بروقت تشکیل نہیں پا سکا۔ حتیٰ کہ اگر اس مزاحمتی عمل کو بالخصوص 1980ء کے عشرے میں روکا نہیں جاتا تو حکمران پارٹیوں کے اندر بھی اور عالمی کمیونسٹ تحریک کے اندر سے بھی زبردست مزاحمت سامنے آتی۔ جس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا کہ آج ہم کمیونسٹ انٹرنیشنل بنانے کی جس جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں اسکے لئے حالات قدرے بہتر ہوتے۔ وہ مزاحمت اس گھرے بحران پر قابو پانے کیلئے کم از کم مادی لوازمات تو پورے کر ہی جاتی۔

ترمیم پسندانہ نظریات کی ترقی اور پھیلاؤ، موقعہ پرستانہ پالیسیوں کا نفاذ، موقعہ پرستی کے ہاتھوں سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی اور دیگر حکمران کمیونسٹ پارٹیوں کی تخریب، ریاستی اقتدار کے انقلابی کردار کا زوال اور ردِ انقلاب کی ہمہ گیر ترقی اور فتح ناگزیر نہیں تھیں۔

پھر سوال یہ ہے کہ بالآخر ردِ انقلاب کیوں کامیاب ہوا؟ ہم نے اس ضمن میں تفصیلی مطالعہ اور چھان بین کر کے مندرجہ ذیل اسباب دریافت کیے ہیں۔

(الف)

۱۔ عمومی طور پر پوری پارٹی اور خصوصاً کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں مارکسی سیاسی تعلیم کی سطح کا گر جانا۔ ظاہر ہے کہ دوسری عالمگیر جنگ اس کی خاص وجہ بنی جس نے قائدین اور کیڈر کی ایک بھاری تعداد کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور ایسے مخصوص حالات پیدا کر دیئے کہ پارٹی کو ایک طرف بھاری جانی نقصان اُٹھانا پڑا، اس کے سب سے بہترین اور جانباز کیڈر شہید کر دیئے گئے تو دوسری جانب پارٹی ممبر شپ میں اچانک بہت بڑا اضافہ ہو گیا۔ جس کا ایک نتیجہ یہ سامنے آیا کہ سوشلزم کی سیاسی معاشیات کی ترقی کی رفتار سست پڑ گئی۔

۲۔ سوویت یونین میں ریاستی اقتدار کا انتظامی اور سائنسی ماہرین کے حوالے سے سرمایہ دارانہ اصلیت کے حامل افراد پر جزوی انحصار جو انقلاب کے زمانے سے آخر تک چلا آ رہا تھا۔

۳۔ سوویت یونین کا وہ تاریخی ورثہ جو ماقبل سرمایہ دارانہ پس ماندگی پر مشتمل تھا اور بغیر کسی منصوبہ

بندی کے ہونے والی سرمایہ دارانہ ترقی۔

۴۔ پارٹی کی طبقاتی ترکیب میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیاں، جو اس کی ساخت اور طریقہ عمل میں ظاہر ہوئیں۔ جن کا اثر پارٹی کی نظریاتی سطح نیز اس کے انقلابی کردار پر بھی پڑا۔ اس نے پارٹی کیڈر اور عام کارکن کو بھی متاثر کیا۔ ضروری ہے کہ اس پورے عمل کی مزید تحقیقات کی جائیں۔

۵۔ دوسری عالمگیر جنگ کے بھاری بھرکم اور ناقابلِ تلافی نقصانات اور سماجی خوشحالی اس سطح کی قربانی جو جنگ کے بعد تعمیر نو کے سلسلے میں مطلوب تھی۔ کیونکہ مغربی یورپ میں امریکی سرمایہ دار کے سرمایہ کے ذریعے جس سطح کا تعمیر نو کا کام ہو رہا تھا، سوویت یونین اس سطح کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔

۶۔ مشرقی اور وسطی یورپی ممالک کو سوشلسٹ نظام کا حصہ بناتے وقت سر اُٹھانے والے مسائل ومشکلات ایک نئی جنگ کا خطرہ جو کوریا وغیرہ میں سامراجی مسلح مداخلت، سرد جنگ، مغربی جرمنی میں ہولسٹن کی ہٹ دھرمی (جو GDR کو تسلیم نہیں کرتا تھا اور اسے سوویت یونین کی جانب سے مقبوضہ علاقہ بتاتا تھا)، کی بنا پر بعید از قیاس نہیں تھا۔

(ب)

سوویت یونین کے خلاف سامراجی حکمت عملی خود کو مختلف صورتوں میں پیش کرتی رہی۔ مثال کی طور پر 1918ء اور 1941ء میں براہِ راست سامراجی چڑھائی۔ 1946ء میں سرد جنگ کا ڈھنڈورا۔ اس کے علاوہ وسطی اور مشرقی یورپ کی کچھ ریاستوں کے ساتھ سفارتی وتجارتی تعلقات کے حوالے سے خصوصی تفریق روا رکھنا۔ اور سوویت یونین کے خلاف نظریاتی وسیاسی دباؤ بڑھاتے رہنا۔ الغرض مختلف ادوار میں سامراج نے سوویت یونین اور محنت کشوں کے اقتدار کے خلاف مختلف پالیسیوں پر عمل جاری رکھا۔ سوشلسٹ تعمیر کرنے والے ممالک کی جانب بین الاقوامی سامراج کی دست اندازیوں والی پالیسی نے بین الاقوامی سوشل ڈیموکریسی کے تخریبی کردار کو استعمال کیا۔

دوسری عالمگیر جنگ کے دوران مختلف قوتوں کا باہمی تعلق موقعہ پرستی کی مضبوطی کا باعث بنا جو کہ بالآخر 1950ء کے عشرے میں کھل کر سامنے آ گیا۔ 1940ء کی ابتدا ہی سے بیرونی کثیر الجہتی

Scanned by CamScanner

دباؤ نے مندرجہ ذیل شکلیں اختیار کرلیں۔

۱۔ جرمن سامراج نے سوویت یونین کے بہت بڑے علاقے پر قبضہ کرلیا۔

۲۔ برطانیہ اور امریکہ کے ذریعے سوویت یونین کا سامراجی محاصرہ حالانکہ حالات کے جبر کے تحت ہی سہی لیکن یہ دونوں ممالک اس وقت سوویت یونین کے اتحادی بھی تھے۔

۳۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل میں حکمت عملی کے سوال پر کئی مسائل کھڑے ہوگئے بالخصوص امریکہ اور برطانیہ کی کمیونسٹ پارٹیاں خود کو ایک عجیب صورتحال سے دوچار محسوس کرنے لگیں۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں پارٹیاں اہم سامراجی مراکز کی پارٹیاں تھیں جو اس وقت سوویت یونین کے اتحادی بنے ہوئے تھے۔

۴۔ سامراج اور نوآبادیاتی نظام کے خلاف تحریک آزادی میں شریک پیٹی بورژوا عناصر اور ان کی حکومتیں جو حال ہی میں سوویت یونین کی اتحادی بنی تھیں۔ سوویت یونین پر دباؤ بڑھا رہے تھے۔ خارجی دباؤ داخلی دباؤ سے خلط ملط ہوچکا تھا جو پیٹی بورژوا قوتوں اور حتیٰ کہ معیشت اور انتظامیہ میں موجود سرمایہ دارانہ پس منظر رکھنے والے کیڈروں کی طرف سے ڈالا جارہا تھا۔ علاوہ ازیں سوویت یونین میں نجی طور پر (انفرادی طور پر) اجناس کی پیداوار کا سلسلہ بڑھتا اور مضبوط ہوتا جارہا تھا۔ بالخصوص دوسری عالمگیر جنگ نے تو اسے مزید تقویت بخشی۔

مندرجہ بالا تمام اسباب کی وجہ سے موقعہ پرستی کو پھلنے پھولنے کا موقعہ ملا۔ انہیں حالات کے تحت انقلابی کیڈر اور کارکنان کا بہت بڑا حصہ تلف ہوگیا جبکہ ان کی جگہ پہلے سے کہیں زیادہ تعداد کو بھرتی کرلیا گیا جس کا معیار واضح طور پر نچلی سطح کا تھا۔

پارٹی کی سماجی ساخت کا ارتقا، پارٹی کے مختلف اداروں اور اندرونی سلسلہ عمل (بالخصوص کانگریس بلانے میں طویل وقفے کے اسباب) پارٹی کا نظریاتی اور انقلابی کردار، اس کے کیڈروں اور کارکنوں کی نظریاتی وانقلابی سطح وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جن کا مطالعہ کرنے کی ضرورت اب بھی ہے۔

(ج) کمیونسٹ انٹرنیشنل کی حکمت عملی اور دھڑابندی کے مسائل۔

☆ سوویت اقتدار کا زمانہ

سوشلزم کے تحت سوویت اقتدار کے عہد کا تجزیہ کرنے کیلئے نظریاتی بنیاد یہ ہے کہ سوشلزم کے دور میں ریاستی اقتدار پرولتاری آمریت ہوتا ہے۔ یہ محنت کش طبقے کا بلاشرکت غیرے اقتدار ہوتا ہے۔ یہ ریاستی اقتدار کی بقیہ تمام شکلوں سے مختلف ہوتا ہے جن میں اقتدار مختلف صاحبِ اختیار قوتوں میں تقسیم ہوا ہوتا ہے۔ پرولتاری آمریت محنت کش طبقے کا ہتھیار ہے جسے وہ طبقاتی جدوجہد کے دوران مختلف صورتوں میں استعمال کرتا ہے۔

محنت کش طبقہ کمیونسٹ تعلقات قائم کرنے والے اور سماجی ملکیت بنائے ہوئے ذرائع پیداوار کے مالک کی حیثیت میں کمیونسٹ تعلقات کی مکمل بالادستی کی جدوجہد کو قیادت فراہم کرسکتا ہے۔ طبقات اور ریاست کے مکمل خاتمے کی جدوجہد کا قائد محنت کش طبقہ ہی بن سکتا ہے۔ محنت کش طبقہ بطور حکمران طبقے کے اپنے انقلابی ریاستی اقتدار کے ذریعے دیگر سماجی پرتوں کو اپنے ساتھ ملا کر کامیاب ہوتا ہے۔ شہر اور دیہات کے چھوٹے پیداوار کنندگان، سماجی خدمات کے شعبوں میں ملازمت کرنے والے، سائنسدان، دانشور اور تکنیکی عملہ جو متوسط اور اعلیٰ متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور جو سماجی پیداوار کے عمل میں براہِ راست ملوث نہیں ہوتے، محنت کش طبقے کے اتحادی بنتے ہیں۔ اس اتحاد کے ذریعے محنت کش طبقہ سوشلزم کی تعمیر وترقی اور کمیونسٹ تعلقات کی مکمل بالادستی کیلئے ان سماجی پرتوں کی قیادت کرتا ہے۔

اس طرح کا اتحاد یقیناً کئی طرح کے سمجھوتوں اور جدوجہد کو اپنے اندر سمیٹے ہوتا ہے۔ کیونکہ ان سماجی قوتوں کے درمیان حقیقی تضادات پائے جاتے ہیں۔ اس اتحاد میں شامل قوتوں کے کچھ مفادات مشترک اور کچھ بنیادی طور پر مختلف ہوتے ہیں۔ یہ تضادات اگر سوشلسٹ تعلقات کے قیام کے دوران ختم نہیں کئے گئے تو شدت اختیار کرکے ناقابل حل بن جائینگے۔

پرولتاریہ کی آمریت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک سماجی تعلقات کمیونسٹ تعلقات

Scanned by CamScanner

میں تبدیل نہیں ہوجاتے۔جب تک سیاسی غلبے کیلئے ریاست کی ضرورت قائم رہتی ہے تب تک پرولتاری آمریت قائم رہے گی۔پرولتاری آمریت کی اس لئے بھی ضرورت ہے کیونکہ بین الاقوامی طور پر طبقاتی جدوجہد کا مرحلہ ہنوز تکمیل کو نہیں پہنچا ہوتا۔

بالائی ڈھانچے سے متعلق سیاسی متبادل مثلاً پرولتاری آمریت کے ادارے، محنت کشوں کا کنٹرول وغیرہ قریبی طور پر معاشی سطح تک سیاسی متبادلوں سے جڑا ہوا ہے۔جبکہ پرولتاری آمریت کا سب سے اہم ترین فریضہ نئے سماجی رشتوں کا قیام عمل میں لانا ہے۔

رشین سوویت فیڈرل سوشلسٹ ریپبلک کے 1925ء والے آئین میں بھی عوام اور ریاستی مشینری کے درمیانی رشتوں کو محنت کشوں کے بالواسطہ انتخابی نمائندگی کے ذریعے متاثر کیا گیا۔ان تمام دستور میں پیداواری یونٹوں کو انتخابی یونٹ قرار دیا گیا۔ووٹ کا حق محنت کش عوام کو دیا گیا تھا سارے عوام کو نہیں ۔سرمایہ داروں، زمینداروں، وہ سب جو کسی اور کی قوت محنت کا استحصال کرتے تھے، پادری، ملا اور ردِ انقلابی قوتوں کو ووٹ دینے کا حق نہیں دیا گیا تھا۔'نئی معاشی پالیسی' کے زمانے میں سرمایہ داروں کو جو رعایتیں دی گئی تھیں ان میں سیاسی حقوق شامل نہیں تھے۔

1936ء کے آئین میں براہِ راست انتخابی طریقہ کار متعارف کرایا گیا۔ایک خاص علاقہ میں رہنے والی مخصوص آبادی، ووٹروں کی مخصوص تعداد کو انتخابی حلقہ قرار دیا گیا۔انتخابی اسمبلیوں میں انتخابات کی بجائے انتخابی حلقوں میں انتخابات کرانے کا طریقہ رائج کیا گیا۔سب لوگوں کو خفیہ بیلٹ کے ذریعے ووٹ دینے کا حق دیا گیا تھا۔

1936ء کے آئین میں متعدد تبدیلیاں کر کے اس وقت کے حقیقی مسائل حل کئے گئے۔مثلاً پارٹی اور سوویت افسران کا عوام الناس کے ساتھ براہِ راست رابطہ، سوویتوں کے کام کرنے کے طریقہ کار، بیوروکریسی کے رویے وغیرہ کے حوالے سے بھی آئین میں ترامیم کی گئیں۔یہ سب اس لئے بھی ضروری تھا کہ سوویت اقتدار دوسری عالمگیر جنگ کے دوران مستحکم طور پر قائم رہے۔

ان تبدیلیوں پر تنقیدی نظر اس بات کی متقاضی ہے کہ پیداواری یونٹ کا محنت کشوں کے

اقتدار کے مرکز کے طور پر از سرِ نو تفصیلی مطالعہ کیا جائے۔ایسا بالواسطہ انتخابات کا خاتمہ کر کے ہی ممکن ہے۔ہمیں اعلیٰ ریاستی اداروں کی طبقاتی تشکیل پر اس کے منفی اثرات کا مطالعہ کرنے کی بھی ضرورت ہے اور منتخب نمائندوں کو واپس بلانے کے حق پر اس کے منفی اثرات کا مطالعہ بھی کرنا ہوگا۔کامریڈ لینن نے کہا ہے کہ پرولتاری آمریت کے دوران (نمائندوں کو واپس بلانے کا حق) جمہوریت پسندی کا بنیادی عنصر ہوتا ہے۔

سوویت یونین کی پارٹی کی بیسویں کانگریس (منعقدہ 1956ء) میں 'معاشی احتساب' اور 'خود انتظامی' سے متعلق سوالات کے معاملے پر، جن کا تعلق سوشلسٹ صنعتی اداروں سے تھا، مقامی سوویتوں کے اختیارات کو بڑھایا اور مضبوط بنایا گیا تھا۔اس طرح جمہوری مرکزیت نے سیاسی سطح پر پسپائی اختیار کی۔اور معاشی سطح پر مرکزی منصوبہ بندی کی شکست اس پسپائی کا اعلیٰ ترین اظہار تھی۔اس دوران ایسے اقدامات بھی اٹھائے گئے جن کے ذریعے افسران سوویتوں میں ہمیشہ کیلئے براجمان ہو گئے۔رفتہ رفتہ ان کی مدت ملازمت کو بڑھایا جاتا رہا اور عوام کے نمائندوں کا کانگریسوں، اسمبلیوں یا پیداواری اداروں وغیرہ سے واپس بلانا دشوار بنایا جانے لگا۔

سوویت یونین کی پارٹی کی بائیسویں کانگریس (منعقدہ 1961ء) میں 'ترقی یافتہ سوشلزم' اور 'طبقاتی جدوجہد کے خاتمہ' کے حوالے سے غلط فیصلے کیے اور اندازے لگائے گئے۔سوویت سیاسی قیادت کا خیال تھا کہ سوویت یونین میں سماجی طبقات اور گروہوں کے درمیان پائے جانے والے تضادات غیر معاندانہ نوعیت کے تھے چنانچہ وہاں یہ تھیسز دی گئی کہ سوویت یونین 'سارے عوام کی ریاست ہے' اور سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی بھی 'سارے عوام کی پارٹی ہے'۔اس تھیسز نے بہت سی چیزوں کو بگاڑ کر رکھ دیا۔اس نے محنت کشوں کی ریاست کے انقلابی کردار کو زک پہنچائی۔اس نے پارٹی کی سماجی تشکیل اور کیڈر کی ساخت کو نقصان پہنچایا۔اس نے انقلابی نگہداری کے عمل کو نقصان پہنچایا۔یہ سب اس خیال پر مبنی تھا کہ سوشلزم اب کبھی بھی شکست نہیں کھا سکتا۔

پیرسترائیکا اور 1988ء کی سیاسی اصلاحات کے ذریعے سوویت نظام زوال پذیر ہو کر سرمایہ دارانہ پارلیمان بن کر رہ گیا۔جس میں انتظامیہ اور مقنّنہ کو علیحدہ کر دیا گیا۔سرکاری افسران اور پارٹی عہدہ دار اپنی پوزیشن پر مستقل طور پر براجمان ہو گئے۔محنت کشوں کو جو حق دیا گیا تھا کہ اپنے منتخب

Scanned by CamScanner

نمائندوں کو جب چاہیں واپس بلا سکتے ہیں واپس لے لیا گیا۔ منتخب نمائندوں کی مراعات اور تنخواہیں بہت زیادہ بڑھادی گئیں۔

عملی تجربہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ سوویت عوام رفتہ رفتہ سوویت نظام میں اپنی شراکت سے بیگانہ ہوتا گیا۔ یہ بیگانگی بالخصوص 1980ء کی دہائی میں کھل کر سامنے آ گئی تھی۔ اس بیگانگی کو سوویتوں کی کارگذاری میں ہوئی تبدیلیوں میں نہیں تلاش کیا جاسکتا۔ بلکہ سماجی طور پر عدم مساوات بہت زیادہ بڑھ گئی جو کہ معاشی پالیسیوں کا براہِ راست نتیجہ تھی۔ انہی معاشی پالیسوں کے نتیجے میں ایک طرف انفرادی اور گروہی مفادات کے بیچ ٹکراؤ ہوگیا تو دوسری جانب اجتماعی، سماجی مفادات آپس میں متصادم ہوگئے۔ اسی طرح محنت کشوں کا کنٹرول کمزور پڑتا گیا یا فقط برائے نام رہ گیا

جوں جوں سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی قیادت نے ایسی پالیسیاں نافذ کیں جنہوں نے سماجی ملکیت کے کردار کو کمزور کیا اور انفرادی اور گروہی مفادات کو بڑھاوا دیا تب سے سماجی ملکیت کے تصور سے بیگانگی پیدا ہوئی اور سماجی شعور کو تباہ کردیا گیا۔ جمود، عدم مساوات اور فردیت پسندی کیلئے راستہ کھولا گیا۔ کیونکہ سرکاری سطح پر ایسے اقدامات کیے گئے تھے کہ عوام کسی فیصلے میں شریک نہ ہوں۔ صنعتی اور زرعی پیداوار روبہ زوال ہوگئی۔ اور سماج کی مسلسل بڑھتی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر رہ گئی۔

محنت کش طبقے اور عوام الناس کے بڑے حصے نے سوشلزم کو رد نہیں کیا تھا۔ یہ امر قابل غور ہے کہ پیرسترائیکا میں استعمال کیے گئے نعرے 'انقلاب کے اندر انقلاب'، 'مزید جمہوریت'، 'مزید سوشلزم'، 'انسان دوست سوشلزم'، 'لینِنی اصولوں کی طرف واپسی'۔

یہ سب اس بات کی علامت ہے کہ عوام کا ایک بہت بڑا حصہ یہ سمجھتا تھا کہ موجودہ مسائل کے حل کیلئے نظام کے اندر رہتے ہوئے تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں۔ کمیونسٹ رشتوں کو کمزور کرنے اور جنس وپیسہ کے تعلقات کی مضبوطی کیلئے اٹھائے گئے اقدامات نے نجی ملکیت کی ازسرِ نو بحالی کیلئے راہ ہموار کی۔ سوشلزم کے تحت ذرائع پیداوار اجتماعی ملکیت ہوئے تھے جنہیں نجی ملکیت میں بدلنے کیلئے انتظامات مکمل کرلیے گئے

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی حکمت عملی اور بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کی نشونما

☆ بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کی نشونما اور اس کی حکمت عملی کے مسائل نے بین الاقوامی طبقاتی جدوجہد میں بہت اہم کردار ادا کیا کمیونسٹ انٹرنیشنل کی پوری تاریخ کے دوران نظریاتی اور حکمتِ عملی کے مسائل کھل کر سامنے آئے جن کا تعلق انقلاب کے کردار یا جرمنی میں فسطائیت کے ابھار کے نتیجے میں متوقع جنگ اور سوشل ڈیموکریسی کے حوالے سے حکمت عملی کے تعین سے تھا۔

بالشویک پارٹی میں موجود موقعہ پرست گروہ (ٹراٹسکائیٹس اور بخارنسٹس) بھی بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کی حکمت عملیوں سے متعلق معاملات پر اثر انداز ہو رہے تھے۔ 1920ء کے عشرے کے اواخر میں، جب بخارن کمیونسٹ انٹرنیشنل کا صدر تھا، کمیونسٹ انٹرنیشنل کی چھٹی کانگریس میں ان قوتوں کی پشت پناہی کی جو سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی اور کمیونسٹ انٹرنیشنل میں 'سرمایہ داری کو مستحکم کرنے' اور نئی انقلابی اٹھان کو خارج از امکان قرار دینے کی حامی تھیں اور سوشل ڈیموکریسی، بالخصوص اس کے 'بائیں بازو' کے ساتھ مصالحت کے حق میں تھیں۔

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی 1943ء میں خود ساختہ تحلیل سے بہت عرصہ پہلے ہی انٹرنیشنل بطور متحدہ مرکز کے بے عملی کا شکار ہوچکی تھی۔ مئی 1943ء میں کمیونسٹ انٹرنیشنل کی تحلیل کی وجہ سے بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک ماند پڑگئی اور سامراجی جنگ اور بیرونی قبضہ گیری کے خلاف جدوجہد کو ریاستی اقتدار پر قبضے کی جدوجہد میں تبدیل کرنے کا عمل رُک گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ اہداف حاصل کرنا ممکن بھی تھے یا نہیں لیکن ہر ملک کی کمیونسٹ پارٹی کا یہ فریضہ تھا کہ اپنے اپنے ملک میں اہداف کے حصول کیلئے جدوجہد کریں۔

ان اسباب سے قطع نظر جنہوں نے کمیونسٹ انٹرنیشنل کی تحلیل کو ناگزیر بنادیا تھا، یہ خارجی حقیقت ہے کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کا وجود از حد ضروری ہے تا کہ ایک متحدہ بین الاقوامی انقلابی حکمت عملی تشکیل دی جاسکے، اسکے منصوبوں اور عملدرآمد کے سلسلے میں فیصلے کیے جاسکیں۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی تحلیل کے اسباب کا تفصیلی اور گہرا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے جس میں 1937ء میں سرخ ٹریڈ یونین

Scanned by CamScanner

انٹرنیشنل کا بہت بڑا حصہ اصلاح پرست ٹریڈ یونینوں میں ضم ہوگیا۔نو جوان کمیونسٹ انٹرنیشنل کی چھٹی کانگریس (منعقدہ 1935ء) کے فیصلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ فسطائیت اور جنگ مخالف جدوجہد کا تقاضہ تھا کہ نوجوان کمیونسٹ جماعتوں کی ساخت اور کردار میں بنیادی تبدیلیاں کی جائیں جس کے نتیجے میں کمیونسٹ نوجوانوں کی تنظیمیں کچھ مقامات پر تو سوشلسٹ نوجوانوں کی تنظیموں سے اتحاد واشتراک کا حصہ بنیں۔مثلاً اسپین اور لیٹویا وغیرہ میں۔

جب جنگ (دوسری عالمگیر جنگ) نے طبقاتی تضادات کو متعدد ممالک میں تیز تر کردیا تو فسطائیت مخالف جدوجہد نے سرمایہ دارانہ اقتدار کے خاتمے کیلئے راہ ہموار کردی سرخ فوج کی زبردست مدد سے وسطی ومشرقی یورپ کے ممالک میں ہی سرمایہ دارانہ اقتدار کی بساط لپیٹی جاسکی۔

مغربی سرمایہ دار ممالک کی کمیونسٹ پارٹیاں سامراجی جنگ یا قومی آزادی کی جدوجہد کو ریاستی اقتدار فتح کرنے کی جدوجہد میں تبدیل کرنے کے حوالے سے کوئی حکمت عملی نہیں بنا پائیں۔کمیونسٹ تحریک کی حکمت عملیاں اس حقیقت پر مبنی نہیں تھیں کہ سرمایہ اور محنت کا تضاد متعدد ممالک میں فسطائیت مخالف قومی آزادی کی مسلح جدوجہد کا جزولاینفک تھا۔کمیونسٹ تحریک یہ سوال اُٹھانے میں کامیاب نہیں ہو پائی کہ سرمایہ دارانہ بربریت کا واحد علاج سوشلزم میں مضمر تھا۔

کمیونسٹ پارٹیوں کی طرف سے مندرجہ بالا حکمت عملی ترتیب نہ دے پانے کی محض اس بنیاد پر وکالت نہیں کی جاسکتی کہ مغربی یورپی ممالک میں امریکہ وبرطانیہ کی افواج موجود تھیں اور مختلف قوتوں کے ساتھ کمیونسٹوں کی صف بندی مثبت رخ اختیار نہیں کر پائی۔مختلف قوتوں کی صف بندی سے قطع نظر کمیونسٹ پارٹیوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی حکمت عملی تفصیل سے ترتیب دیں اور اسے عمل میں لائیں۔بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک آہستہ آہستہ اس اصول سے پیچھے ہٹتی گئی کہ سرمایہ داری اور سوشلزم کے درمیان کوئی سماجی نظام وجود نہیں رکھتا لہٰذا سرمایہ دار اور محنت کش طبقے کی ریاست کے بیچ کوئی سیاسی قوت وجود نہیں رکھتی۔

مذکورہ بالا اصول مختلف قوتوں کی صف بندی سے قطع نظر حقیقت پر مبنی ہے۔سامراجی مراکز

کی باہمی چپقلش اور تضاد، سامراجی جنگ، سرمایہ دارانہ ریاستی اقتدار کی بدلتی صورتیں وغیرہ سمیت کوئی بھی چیز اس اصول کو غلط ثابت نہیں کرتی۔

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد نئے اتحاد قائم ہوئے سرمایہ دارانہ ریاستیں اور سرمایہ دار اور موقعہ پرست قوتیں جنہوں نے اپنے اپنے ممالک میں قومی آزادی کی جدوجہد میں حصہ لیا تھا، کمیونسٹ تحریک اور سوشلسٹ ریاستوں کے خلاف متحد ہوگئیں۔

ان حالات میں موقعہ پرستی کی تباہ کاریوں کے منفی اثرات خصوصاً کمیونسٹ تحریک کے بعض حصوں میں زیادہ واضح طور پر نظر آنے لگے۔کمیونسٹ انٹرنیشنل کی تحلیل کے بعد تمام کمیونسٹ پارٹیوں کے نظریاتی اتحاد اور تنظیمی تعلقات بری طرح متاثر ہوئے جس کی وجہ سے کمیونسٹ پارٹیاں مشترکہ طور پر کوئی آزاد حکمت عملی ترتیب دینے میں ناکام رہیں۔حاصل مطلب یہ کہ بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کے پاس بین الاقوامی سامراج کو منہ توڑ جواب دینے کیلئے کوئی مؤثر حکمت عملی نہیں تھی۔

دنیا کی کمیونسٹ پارٹیوں کا انفارمیشن بیورو جو 1947ء میں قائم ہوا اور 1956ء میں تحلیل ہوگیا اور اس کے بعد دنیا کی کمیونسٹ پارٹیوں کے جتنے بھی بین الاقوامی اجلاس ہوئے، مسائل کو مناسب طور پر حل کرنے میں ناکام رہے۔

ہر چند کہ سوشلزم کی قوتیں بھی دوسری عالمگیر جنگ کے بعد مستحکم ہوئیں تاہم یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ جنگ کے بعد عالمی سامراجی نظام زیادہ مضبوط ہوا۔جنگ کے خاتمے کے فوراً بعد عالمی سامراج نے امریکی سرپرستی میں سرد جنگ کا آغاز کردیا۔یہ سوشلسٹ نظام کی جڑیں کاٹنے کیلئے کافی احتیاط سے تشکیل دی گئی۔

'سرد جنگ' میں نفسیاتی جنگ بھی شامل تھی۔معاشی طور پر سوویت یونین کو شکست دینے کیلئے فوجی اخراجات میں اضافہ کیا گیا۔سوشلسٹ نظام کو اندر سے توڑنے اور تباہ کرنے کیلئے نیٹ ورک تشکیل دیئے گئے۔ردانقلاب کے عمل کو تیز کرنے کیلئے اشتعال انگیز کاروائیاں کی گئیں اور ردانقلاب کی قوتوں کو ترغیب دے کر فتنہ وفساد برپا کرنے کیلئے آگے لایا گیا مثلاً یوگوسلاویہ میں 48-1947 میں، جی

Scanned by CamScanner

۔ڈی۔آر میں1953ء میں، ہنگری میں1956ء میں چیکوسلواکیہ میں1968ء میں ایسی کاروائیاں کی گئیں۔مشرقی اور وسطی یورپ کی نوزائیدہ سوشلسٹ ریاستوں میں موقعہ پرستی کو بڑھانے اور سوویت یونین کے ساتھ ان کے اتحاد کو توڑنے کیلئے مختلف معاشی وسفارتی حکمت عملیاں بنائی گئیں۔

دریں اثنا سامراجی نظام نے امریکی سرپرستی میں بین الاقوامی سطح پر فوجی، سیاسی معاشی اور قرض دینے والے ادارے قائم کیے مثلاً ناٹو، اِی۔سی، آئی۔اے۔آئی۔ایم۔ایف، ورلڈ بینک اور بین الاقوامی تجارتی معاہدے وغیرہ۔ان اداروں نے سرمایہ دار ریاستوں کے درمیان تعلقات کو مستحکم کیا اور ان کے درمیان تضادات کو حل کرنے میں کردار ادا کیا۔ان اداروں نے سوشلسٹ نظام کے خلاف دباؤ کو بہت زیادہ بڑھادیا۔ان اداروں نے سامراجی مداخلت کیلئے راہ ہموار کی اور کمیونسٹوں کے خلاف اشتعال انگیز کاروائیاں منظم کیں۔انہوں نے سوشلسٹ ریاستوں اور کمیونسٹ تحریک کے خلاف عمومی طور پر عوام کو بھڑکانے اور کمیونسٹ مخالف محاذ قائم کرنے کیلئے مؤثر ترین نظریاتی ہتھیار استعمال کیے۔انہوں نے موقعہ پرستی اور کمیونسٹ تحریک کے نظریاتی بحرانوں کو خوب استعمال کیا۔انہوں نے سوویت یونین اور سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی سے علیحدگی اختیار کرنے کی تمام شکلوں کی معاشی، سیاسی اور اخلاقی مدد کی۔اس مقصد کیلئے انہوں نے اپنی اپنی ریاستوں سے اربوں ڈالرز کے بجٹ مختص کرائے۔

'پرامن بقائے باہم' کا تصور جو دوسری عالمگیر جنگ کے بعد مضبوط ہونا شروع ہوا۔دراصل اکتوبر1952ء میں پارٹی کی انیسویں کانگریس کے زمانے سے وجود میں آنے لگا تھا اور1956ء میں بالشویک پارٹی کی بیسویں کانگریس کے موقعے پر تو یہ کافی پختہ تصور بن چکا تھا۔اس تصور کے تحت یہ تسلیم کیا گیا کہ امریکہ، برطانیہ اور سرمایہ داری کے کچھ دیگر حصے سرمایہ دارانہ بربریت اور جارحیت کے حامل تھے تاہم اسے اجارہ دار سرمایہ داری اور سامراج کی ہیئت ترکیبی کا جزو لاینفک نہیں سمجھا گیا۔اس طرح متعدد یوٹوپیائی تصورات کو پنپنے کا موقعہ ملا مثلاً یہ سمجھا جانے لگا کہ سامراج طویل عرصے تک ایسی قوتوں کے ساتھ پرامن بقائے باہم کے اصول کے تحت برداشت کے ساتھ رہ لیگا جن قوتوں نے اس کی بین الاقوامی اجارہ داری کو توڑ دیا تھا۔

فروری1956ء میں بالشویک پارٹی کی بیسویں کانگریس میں تھیسیز پیش کی گئی کہ مخصوص

حالات میں سوشلزم کی طرف عبور کے نئے راستے ہوسکتے ہیں'۔اس تھیسیز کے علاوہ 'پرامن بقائے باہم' کے اصول کے تحت اس امکان کیلئے راہ ہموار کی گئی کہ یورپ میں سوشلزم پارلیمانی طریقے سے بھی آسکتا ہے۔یہ وہ حکمت عملی تھی جو پہلے ہی متعدد کمیونسٹ پارٹیوں نے اپنا رکھی تھی۔یہ تھیسیز اپنے جوہر میں سوویت انقلابی تجربے کے اسباق کو بھلانے اور اصلاح پرست سوشل ڈیموکریٹک حکمت عملی اختیار کرنے کے مترادف تھی۔سوشلسٹ ریاستوں اور سرمایہ دار ممالک میں محنت کشوں کی تحریک کے خلاف سرمایہ داری کی حکمت عملی کو سنجیدگی سے نہیں لیا گیا۔سرمایہ دار ریاستوں کے درمیان تضادات کا بھی درست تجزیہ نہیں کیا گیا۔یہ وہ تضادات تھے جو سامراجی چھتری کے نیچے ناگزیر طور پر ابھرنے تھے۔یہ نتیجہ عام طور پر اخذ کیا جاتا تھا کہ سرمایہ دار ریاستیں امریکہ پر انحصار کرتی ہیں اور اسی کی ماتحت بھی ہیں۔اس دوران امریکہ کی بالادستی ختم کرانے کی پالیسی پر عملدرآمد شروع کیا گیا۔یہ حکمت عملی خود امریکی کمیونسٹ پارٹی نے بھی اپنا رکھی تھی۔سیاسی میدان میں اس پالیسی اور حکمت عملی نے خود کو کچھ یوں ظاہر کیا کہ کمیونسٹ پارٹیاں حکومتوں کا حصہ بن گئیں اور سرمایہ داری وسوشل ڈیموکریسی آپس میں اتحاد کرنے لگیں۔

چنانچہ کمیونسٹ پارٹیوں نے سرمایہ دار قوتوں کے ساتھ اتحاد کرنا شروع کردیئے۔ان قوتوں کو 'قومی سوچ' کی حامل بتایا گیا اور بیرونِ ملک سامراج کے غلام سرمایہ داروں کے مقابلے اسے بہتر سمجھا گیا۔اس طرح کے خیالات ونظریات کمیونسٹ تحریک کے ان حصوں میں بھی موجود تھے جو1960ء کے عشرے میں چین روس ٹکراؤ کے نتیجے میں تفریق کا شکار ہوئیں اور جنہوں نے ماؤنواز دھڑا تشکیل دیا۔

اسی حکمت عملی کے تحت متعدد کمیونسٹ پارٹیوں کا سوشل ڈیموکریسی کی طرف رویہ طے ہوا۔یہ خیال کہ سوشل ڈیموکریسی کو 'دائیں' اور 'بائیں' کی اصطلاح کے ذریعے بیان کیا جاسکتا ہے کمیونسٹ پارٹیوں میں 'پختہ ہوتا گیا جس نے سوشل ڈیموکریسی کے خلاف نظریاتی جدوجہد کو کمزور کر دیا۔محنت کش طبقے کے اتحاد کے نام پر کمیونسٹ پارٹیوں نے نظریاتی وسیاسی مراعات کا ایک سلسلہ شروع کردیا جبکہ سوشل ڈیموکریسی کی طرف سے اتحاد کے حوالے سے سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمے کیلئے کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔اس کے برعکس سوشل ڈیموکریسی کی کوشش یہی رہی کہ محنت کش طبقے کو کمیونسٹ نظریات کے اثر سے نکالا جائے اور اسے بطور طبقے کے پورے سماج سے بیگانہ بنادیا جائے۔

مغربی یورپ کی متعدد کمیونسٹ پارٹیوں کی صفوں میں موقعہ پرست رجحان 'یوروکمیونزم' کے نام پر موجود تھا جسے یہ کہہ کر برداشت کیا جارہا تھا کہ ہر ملک کے مخصوص قومی حالات اور نفسیات ہوتی ہے۔اس رجحان نے سوشلسٹ انقلاب کے سائنسی قوانین کا انکار کیا۔پرولتاری آمریت اور عمومی

Scanned by CamScanner

طور پر انقلابی جدوجہد کو رد کیا۔

کمیونسٹ تحریک کے دونوں حصوں (جو اقتدار میں تھے یا نہیں تھے) نے سوشلسٹ نظام کی قوت کو بہت زیادہ طاقتور سمجھا اور جنگ کے بعد سرمایہ دارانہ نظام کی تعمیر نو کی حرکیات کو بہت ہی کم تر تصور کیا۔ دریں اثنا کمیونسٹ تحریک کا بین الاقوامی بحران بھی گہرا ہوتا گیا جو ابتداء میں سوویت یونین اور چین کی کمیونسٹ پارٹیوں کے درمیان مکمل توڑ پھوڑ کے ذریعے ظاہر ہوا اور بعد میں 'یورو کمیونزم' کے رجحان کے ذریعے سامنے آیا۔

وسطی اور مشرقی یورپ کی سوشلسٹ ریاستوں نیز ویتنام اور کوریا میں سامراجی جنگ کے پیش نظر جوہری حملے کے خطرے کو مدنظر رکھتے ہوئے سرمایہ دار ممالک کی کمیونسٹ پارٹیوں اور حکمران کمیونسٹ پارٹیوں کے اندر موقعہ پرستی کے تعامل نے مزید گہرائی حاصل کر لی اور سوشلسٹ ممالک میں طبقاتی جدوجہد شدت اختیار کر گئی۔

لچکدار سامراجی حرفتوں نے سوشلسٹ ریاستوں کی کمیونسٹ پارٹیوں میں موقعہ پرستی کا بیج بویا، سوشلسٹ تعمیر کا راستہ روکا اور سرمایہ دارانہ یورپ اور دنیا بھر کی انقلابی جدوجہد کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔ چنانچہ سوشلسٹ ریاستوں میں براہِ راست یا بالواسطہ طور پر سامراجی دباؤ شدت اختیار کر گیا۔ سامراج نے دیگر چالوں کے علاوہ 'یورو کمیونزم'، 'ٹراٹسکائیٹ' اور 'ماؤسٹ' رجحانات کو استعمال کیا۔ ان رجحانات نے کہیں کم کہیں زیادہ لیکن سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ممالک کے خلاف سامراجی حملوں کی حمایت کی۔

☆ کمیونسٹ پارٹی آف یونان کے نقطہء نظر کا ارتقاء

کمیونسٹ پارٹی یونان کی چودھویں کانگریس 1991ء اور پارٹی کی قومی کانفرنس 1995ء نے خود تنقیدی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل موقف اپنایا۔ بیسویں صدی میں جب سوشلزم کی تعمیر ہوئی تو اسے دیکھتے ہوئے ہم نے بھی بطور پارٹی اسے خوبصورت اور مثالی بنا کر پیش کیا۔ ہم نے جن مسائل کو محسوس کیا انہیں زیادہ اہمیت نہیں دی۔ ہم نے انہیں کم تر سمجھا۔ ہم نے ان مسائل کو خارجی اسباب کی طرف منسوب کیا۔ ہم نے ان مسائل کو یہ کہہ کر نظر انداز کیے رکھا کہ سوشلزم کی تعمیر کے دوران ایسا ہونا معمول کی بات ہے اور اس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم نے ماضی کی وراثت کے رہتے ہوئے جدوجہد کی پیچیدگی کو کماحقہ' توجہ نہیں دی۔ اسی طرح ہم نے سوشلزم کی تعمیر کی رفتار کو بہت زیادہ بڑھا چڑھا کے سمجھا اور پیش کیا۔ ہم نے بین الاقوامی سامراجی نظام کو غیر مستحکم جاننے کی غلطی بھی کی۔

ہماری خود تنقیدی اس امر کو واضح کرتی ہے کہ ہم نے سوشلزم کی غلطیاں بھانپ لینے کی صلاحیت اور ایک نئے معاشرے کی تعمیر و ترقی کے عمل کے تضادات کی فطرت کو سمجھنے کے حوالے سے ہمارے خیالات درست نہیں تھے۔

ہماری پارٹی نے جو موقف اور نقطہ نظر اپنایا اس نے بذات خود کچھ مسائل پیدا کیے۔ درست نتائج اخذ کرنے کی ہماری صلاحیت محدود ہو گئی تھی کیونکہ ہماری پارٹی نظریاتی خود انحصاری کے حوالے سے مطلوبہ توجہ نہیں دے رہی تھی۔ ہماری پارٹی نے نظریات کے تخلیقی مطالعے اور ادراک کے حوالے سے کوئی قابل قدر خدمات انجام نہیں دیں۔ ہماری پارٹی نے انقلابی و طبقاتی جدوجہد کے زبردست تجربات سے کچھ نہیں سیکھا۔ ہماری پارٹی نے سیاسی و نظریاتی نقطہ ہائے نظر کی تخلیقی ترقی کے اخذ کردہ عمل میں شراکت نہیں کی۔ بطور پارٹی کے ہم نے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے غلط نظریاتی نتائج اور سیاسی راہوں کو بہت بڑے پیمانے پر اپنایا۔

ہمارا رویہ بہت بڑی حد تک کمیونسٹ پارٹیوں کے باہمی رسمی تعلقات پر مبنی تھا جو کہ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے موقف کو نظریاتی خواہ عملی میدان میں آنکھیں بند کر کے قبول کرنے کا نتیجہ تھا۔ ہمارے تجربے سے یہ نتیجہ نکلا کہ دوسری پارٹیوں کے تجربے کیلئے عزت و تکریم کا جذبہ لازماً ان کی پالیسیوں اور عمل کی حقیقی سمجھ، غلطیوں پر دوستانہ تنقید اور گروہ بندی کی مخالفت کے ساتھ منسلک اور متصل ہونا چاہیے۔

1995ء کی کانفرنس نے تنقید کرتے ہوئے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ ہماری پارٹی نے پیریسترائیکا کو ایک ایسی اصلاح پرست پالیسی سمجھنے کی غلطی کی جو سوشلزم کو فائدہ پہنچانے والی تھی۔ اس حقیقت سے یہ بھی آشکار ہوا کہ اس زمانہ میں ہماری پارٹی کی صفوں میں موقعہ پرستی مستحکم ہورہی تھی۔

یونان کی کمیونسٹ پارٹی کے موقف پر اس تنقید یا سوشلسٹ تعمیر کے تنقیدی مطالعہ کا مطلب یہ نہیں کہ یونان کی پارٹی نے بیسویں صدی کے دوران سوشلزم کی تعمیر کے عمل میں، اپنی پوری تاریخ میں، اپنے بین الاقوامی کردار کو کبھی نہیں بھلایا تھی کہ ہزاروں کارکنوں اور کیڈروں کی زندگی کی قربانیاں دے کر بھی پارٹی نے سوشلسٹ تعمیر کا دفاع کیا۔ پارٹی نے مجاہدانہ طور پر سوشلزم کے حق میں پروپیگنڈہ کیا۔ بیسویں صدی کے دوران ہماری پارٹی نے شعوری طور پر سوشلزم کی حاصلات کا دلیری کے ساتھ دفاع کیا۔

یونان کی کمیونسٹ پارٹی نے ان قوتوں کی طرفداری نہیں کی جو قوتیں کمیونسٹ تحریک کو اصلی اور حقیقی بنانے کا دعویٰ کرتی تھیں، جو قوتیں سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ممالک پر تنقید کے نام پر، ان ممالک میں سوشلسٹ کردار کا مکمل طور پر انکار کرتی تھیں اور سوشلزم کی تردید کرتی تھیں۔ وہ قوتیں سامراجی پروپیگنڈے سے متاثر تھیں اور اسی کو پھیلاتی بھی تھیں۔ سوشلزم کی خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود کے کے ای (یونان کی کمیونسٹ پارٹی) نے اس کے دفاع کی اپنی پالیسی پر کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔

مزید مطالعہ کیلئے۔

سابقہ مطالعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یونان کی پارٹی کی نومنتخب مرکزی کمیٹی کو چاہیے کہ متعدد مسائل کے گہرے مطالعے اور نتائج اخذ کرنے کا بندوبست کرے۔

☆ سوویت اقتدار کے مختلف ادوار میں محنت کشوں کی تنظیم، ان کے حقوق اور فرائض۔ 1920ء کے عشرے میں محنت کشوں کی کمیٹیاں اور پیدواری کونسلیں۔ 1930ء کے عشرے میں استخانوف تحریک اور اسکے برعکس پیریسترائیکا کے عہد میں 'خود انتظام کاری کی کونسلیں' قابل مطالعہ ہیں۔ ان کا مرکزی منصوبہ بندی کے ساتھ رشتہ اور ذرائع پیداوار کی سماجی ملکیت کے کردار کا تفصیلی مطالعہ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

☆ سوویتوں کا پرولتاری آمریت کی صورت میں ارتقا۔ سوویت یونین میں سوشلسٹ تعمیر کے دوران 'پارٹی اور سوویت محنت کش نیز عوام' کے باہمی رشتوں کا مطالعہ کیا جائے۔ محنت کشوں کی تنظیم کاری کے حوالے سے پیداواری یونٹ کو مرکزی حیثیت دینے کے مسائل، جن میں پیداواری یونٹ کی انتخابی حلقے کی حیثیت

کا خاتمہ بھی شامل ہے۔ اسی طرح کانگریسوں اور اسمبلیوں کے ذریعے بالواسطہ نمائندوں کا انتخاب بھی قابل جاتا ہے۔ اعلیٰ ریاستی اداروں کی طبقاتی تشکیل کے منفی اثرات اور نمائندوں کو کسی بھی وقت واپس کے بلانے حق کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ سوویت یونین کے زمانے میں اجرتی پالیسی محنت کش طبقے کی ساخت کا ارتقا، فرد اور سماج کے درمیانی تعلق کا مطالعہ بھی کیا جائے اور پیداوار اور تقسیم پیداوار کے عمل کا مطالعہ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

☆ سوویت یونین کی زراعت میں پیداوار اور تقسیم پیداوار کے تعلقات کے ارتقا کا مطالعہ کیا جائے۔ سوشلسٹ پیداواری یونٹوں اور خدمت کے شعبوں میں کام کرنے والے محنت کشوں کے درمیان تفریق نیز نجی اور اجتماعی زرعی پیداوار کے تہہ در تہہ عمل کو سمجھا جائے۔

☆ پارٹی کے اندر طبقاتی تشکیل وساخت اس کے عمل اور اس تمام طبقاتی شکل وصورت کا پارٹی اور اس کے کارکنان وکیڈر کی نظریاتی وانقلابی کردار پر اثر وغیرہ کا از سر نو مطالعہ کیا جائے۔

☆ CMA کی ممبر ریاستوں کے باہمی تعلق اور ان کے سرمایہ دار ریاستوں کے ساتھ تعلق خصوصاً سوشلسٹ تعمیر کے زوال کے ابتدائی مرحلے میں، قابلِ مطالعہ ہے۔

☆ سوویت یونین کے علاوہ دیگر سوشلسٹ ممالک میں محنت کشوں کے اقتدار کی کیا صورت تھی؟ محنت کش طبقے کا متوسط طبقے کے ایک حصے کے ساتھ اتحاد اور انکے درمیان جدوجہد کو سمجھا جائے۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک کی کمیونسٹ پارٹیوں پر قوم پرست سرمایہ داروں کا اثر ورسوخ جیسے چین اور یوگوسلاویہ کی کمیونسٹ پارٹیوں میں تھا، غور طلب ہے علاوہ ازیں 1945ء کے بعد سوشل ڈیموکریسی کے ساتھ متعدد ممالک کی کمیونسٹ پارٹیوں کے اتحادِ عمل کے منفی اثرات کا بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ جس طرح یونائیٹڈ ورکرز پارٹی پولینڈ، سوشلسٹ یونٹی پارٹی آف جرمنی، چیکوسلواکیہ کی کمیونسٹ پارٹی، ہنگری کی ورکرز پارٹی وغیرہ۔

☆ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی تاریخ اور بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے۔

☆ بین الاقوامی سطح پر مختلف قوتوں کی صف بندی اور سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی میں موقعہ پرستانہ رجحانات کا در آنا۔ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی میں موقع پرستی کیونکر کامیاب اور بالادست ہوئی؟ اس کی وضاحت کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

Scanned by CamScanner

☆ سوشلزم کی ناگزیریت اوراس کے متعلق ہمارا نقطۂ نظر

سوشلزم کی ضرورت اوراس کا بروقت ہونا:۔ پارٹی پروگرام میں بیان کیا گیا ہے کہ 'رد انقلاب کی کامیابیاں کسی عہد کا کردار نہیں بدلتیں۔ اکیسویں صدی انقلابی تحریکوں کے اُبھار اور سماجی انقلابوں کے ایک سلسلے کی صدی ہوگی'۔ جدوجہد کی وہ شکلیں جو محض چند حاصلات کا دفاع کرنے تک محدود ہو جاتی ہیں۔ اچھی اور ضروری تو ہوتی ہیں تاہم ان میں مسائل کے حقیقی اور حتمی حل فراہم کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ گو کہ بیسویں صدی کے اواخر میں اسے شکست دی گئی تھی تاہم یہ حقیقت ہے کہ نجات کا واحد راستہ سوشلزم ہی ہے۔

سوشلزم کی ضرورت ہمارے عہد کی سرمایہ دار دنیا اور سامراجی نظام کے تضادات سے ابھرتی ہے۔ یہ ضرورت اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ سرمایہ داری کی ترقی کی سامراجی سطح پر وہ تمام مادی حالات پیدا ہو چکے ہیں جو سرمایہ داری سے برتر سماجی معاشی نظام نافذ کرنے کیلئے ضروری ہوتے ہیں۔

سرمایہ داری نے پیداوار کو بے مثال حد تک سماجی بنا دیا ہے۔ لیکن ذرائع پیداوار اور سماجی محنت کے ذریعے ہونے والی پیداوار نجی ملکیت بنی ہوئی ہے۔ مذکورہ تضاد ہمارے عہد کے تمام سرمایہ دار معاشروں کے سارے بحرانوں کا بنیادی سبب ہے۔ بالخصوص غربت اور بے روزگاری جو کہ معاشی بحرانوں کے زمانے میں اپنی انتہاؤں کو پہنچ جاتی ہے۔ گو کہ محنت کی پیداواری صلاحیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے تاہم اوقات کار میں مسلسل اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح جزوقتی کام اور ملازمت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمارے عہد کی سماجی ضروریات کی تکمیل میں ناکامی مثلاً تعلیم، ماہرانہ ہنرمندی، صحت کی سہولیات کی عدم فراہمی اور بیماریوں سے پیشگی تحفظ کے حوالے سے جدید سائنسی و تکنیکی ذرائع استعمال کرنے میں ناکامی بھی اسی وجہ سے ہے۔ ماحولیات کی اشتعال انگیز تباہی جو عوام اور محنت کشوں کی صحت کے حوالے سے خطرناک نتائج کی حامل ہوتی ہے۔ جدید ترین تکنیکی امکانات کے باوجود قدرتی آفات سے نمٹنے کیلئے کوئی خاطر خواہ انتظامات موجود نہیں ہیں۔ سامراجی جنگوں کی تباہ کاریاں، منشیات اور انسانی اعضاء وغیرہ کی تجارت جیسی تمام کراہت آمیز صورتیں سرمایہ داری کی دین ہیں۔

یہ تضاد سرمایہ داری کے بحرانوں سے باہر نکلنے کا راستہ بھی بتاتا ہے: محنت کش قوتوں کی ترقی کی سطح کا تعلقات پیداوار کی ترقی کی سطح سے رشتہ۔ ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت کا خاتمہ۔ سماجی ضروریات کی تکمیل کیلئے ذرائع پیداوار کی سماجی ملکیت، سماجی ملکیت اور معیشت کی مرکزی منصوبہ بندی۔ انقلابی محنت کشوں کے سوشلسٹ مقصد حقیقت پسندانہ ہے کیونکہ اس کی جڑیں خود سرمایہ دارانہ ترقی میں پیوست ہیں۔ اس کا فریضہ منصبی مختلف قوتوں کے تعلقِ باہمی پر انحصار نہیں رکھتا، وہ حالات جو انقلابی صورت حال کے حق میں ہوتے ہیں یا مخالف، سوشلسٹ مقصد کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

سوشلسٹ انقلاب، جو کہ ابتدائی طور پر کسی ایک ملک یا متعدد ممالک میں کامیاب ہوگا۔ سرمایہ داری نظام کی غیر مساویانہ ترقی کے قانون سے جنم لیتا ہے۔ سوشلزم کے حق میں حالات دنیا بھر میں بہ یک وقت تیار نہیں ہونگے۔ سامراجی زنجیر وہیں سے ٹوٹیگی جہاں اس کی سب سے کمزور کڑی ہوگی

ہر ایک کمیونسٹ پارٹی کا 'قومی' فریضہ یہ ہے کہ اپنے ملک میں سوشلسٹ انقلاب اور سوشلسٹ تعمیر کیلئے حالات کا جائزہ لے اور جدوجہد کرے۔ اس سے یہ ممکن ہوتا ہے کہ 'ساری دنیا کے پرولتاریہ کے اشتراک سے' 'پکا پختہ سوشلزم' تخلیق کیا جا سکے گا۔

کمزور کڑی کے حوالے سے لینی نقطہ نظر انقلابی عمل میں قومی اور بین الاقوامی تعلقات کی جدلیات کو نظرانداز نہیں کرتا۔ علاوہ ازیں کمیونزم تک عبور سے پہلے ضروری ہے کہ سوشلزم دنیا کا غالب سیاسی، معاشی نظام بن جائے یا کم از کم بڑے سامراجی ممالک میں سوشلزم غالب ہو جائے۔

مختلف سرمایہ دار ممالک میں سوشلزم کے لیے مادی حالات کی پختگی کا عمل یکساں نہیں ہوگا کیونکہ خود سرمائیدارانہ ترقی بھی یکساں نہیں ہوتی۔ سرمایہ دارانہ رشتوں کی ترقی کو ناپنے کا بنیادی آلہ اجرتی محنت کے حجم اور مرکزیت سے متعلق ہے۔

موجودہ سامراجی حالات کے تحت، نسبتی سرمایہ دارانہ پسماندگی تضادات کو اچانک بھڑکا سکتی ہے۔ جس کے نتیجے میں ہی انقلابی بحران اور انقلاب کی کامیابی بھی ممکن بن سکتی ہے۔ بہر حال سماجی معاشی پسماندگی کی سطح مستقبل میں سوشلسٹ تعمیر کے عمل کو مشکل بنا دے گی۔ نئے کی پرانے کے خلاف

Scanned by CamScanner

جد و جہد کو مشکل بنا دے گی۔ سوشلسٹ تعمیر کی رفتار اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ سوشلزم سے پہلے متعلقہ ملک میں سرمایہ دارانہ ترقی کی سطح کیا ہے۔

خواہ کوئی بھی صورت ہو، انقلابی محنت کشوں کے اقتدار کو جس طرح کا سرمایہ دارانہ ماضی بطور وراثت ملا، سوشلسٹ تعمیر و ترقی کے بنیادی قوانین کے حوالے سے مختلف سوالات اٹھانے کا جواز نہیں بنتا۔ مندرجہ بالا قوانین بیسویں صدی میں سوشلسٹ تعمیر کے دوران اپنے مخصوص حالات سے قطع نظر تمام سرمایہ دار ممالک میں یکساں طور پر قابل عمل ہیں۔ ایسا مستقبل میں بھی ہوگا۔ سوشلسٹ تعمیر کے دوران ایسا دوبارہ بھی ہوگا۔ ہر چند کہ اب 1917 کے روس کے مقابلے سرمایہ دارانہ ترقی کی بلند سطح سے آغاز کیا جائیگا۔

☆ سوشلزم کے متعلق ہمارے نظریات کی زرخیزی

یونان کی کمیونسٹ پارٹی کی پندرہویں کانگریس میں ہم نے اس بات کی وضاحت کی کہ اگر یونان میں انقلاب ہوتا ہے تو وہ سوشلسٹ انقلاب ہوگا۔ کانگریس نے یہ بھی بیان کیا کہ متحدہ محاذ کا سامراج مخالف، اجارہ داری مخالف، اور جمہوری کردار کیا ہوگا۔ جو اسے محنت کشوں کے دیگر سماجی پرتوں سے اتحاد کی صورت میں ادا کرنا ہوگا۔ اور وہ کردار جو اس متحدہ محاذ کو یونان کی کمیونسٹ پارٹی کی رہنمائی میں یونان میں سوشلسٹ انقلاب کرنے کے لیے ادا کرنا ہوگا۔ بعد کی کانگریسوں بالخصوص سولہویں پارٹی کانگریس نے متحدہ محاذ کے خدوخال کو مزید بھرپور انداز میں واضح کیا

یونان کی کمیونسٹ پارٹی کے پروگرام میں سوشلزم سے متعلق ہمارا نقطہ نظر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ آج ہم بیسویں صدی میں سوویت یونین کے سوشلسٹ تعمیر سے متعلق تجربے اور حاصل شدہ نتائج کو استعمال کرتے ہوئے مارکسی لیننی نظریات کی بناء پر اپنے نقطہ نظر کو مزید وسعت اور ترقی دے سکتے ہیں۔

حالیہ برسوں میں اجارہ داری کی بلند ترین سطح نے وہ مادی حالات فراہم کر دیئے ہیں جو صنعت، تجارت اور سیاحت کو سماجی ملکیت بنا دینے کا فوری تقاضہ کرتی ہیں۔ تا کہ پیداوار کو سماجی ملکیت بنایا جا سکے۔ سماجی ملکیت بنانے کی بنیاد پر صحت، تعلیم، ثقافت، کھیل، سماجی تحفظ اور فلاح و بہبود سمیت تمام شعبہ ہائے زندگی میں سے نجی کاروباری سرگرمیوں کی ساری شکلوں کا مکمل خاتمہ کرنا ضروری ہے۔

ذرائع پیداوار پر سماجی ملکیت اور مرکزی منصوبہ بندی بے روزگاری کے مکمل خاتمے کے ٹھوس امکانات پیدا کر دیتی ہے۔

ذرائع پیدوار کی سماجی ملکیت کی بنیاد پر معیشت کی مرکزی منصوبہ بندی کمیونسٹ پیداواری رشتہ ہے۔ مرکزی منصوبہ بندی کو یقینی بنانا ہوگا۔ کہ ڈیپارٹمنٹ الف کو ڈیپارٹمنٹ ب پر سبقت حاصل ہو گی۔ ریاستی منصوبہ بندیاں طویل المدت، قلیل المدت اور درمیانی مدت کے اہداف پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جن کا تعلق سوشلسٹ تعمیر اور سماجی ملکیت سے ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

مرکزی منصوبہ بندی کو واحد ریاستی اختیار کے تحت شعبہ جاتی طور پر منظّم کیا جائیگا۔ جس میں علاقائی و صنعتی سطح کی شاخیں بھی شامل ہونگی۔ منصوبہ بندی اہداف کی جامعیت اور مندرجہ ذیل طریقوں پرمنی ہوگی۔

توانائی کے شعبے میں مرکزی منصوبہ بندی کے تحت پیداوار کی ضروریات کی تکمیل کے لیے انفراسٹرکچر کی تعمیر و ترقی۔ ملک کا توانائی پہ انحصار کم کرنا۔ عوامی استعمال کی اشیاء کی سستی اور موزوں فراہمی کو یقینی بنانا۔ کارگاہ اور رہائشی علاقہ کے مزدوروں کے تحفظ اور سلامتی کو یقینی بنانا۔ عوامی صحت اور ماحولیات کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ اس سلسلے میں توانائی کی پالیسیاں مندرجہ ذیل بنیادوں پر استوار کی جائیں گی۔

توانائی کے تمام مقامی ذرائع مثلاً کوئلہ، پانی اور ہوا وغیرہ کو استعمال کیا جائے۔ توانائی کے نئے ذرائع کی باضابطہ تحقیق اور تلاش کی جائے۔ ریاست کے اندر باہمی تعاون کو فریقین کے لیے یکساں طور پر مفید بنانا۔

ذرائع آمدورفت اور نقل و حمل کے حوالے سے اجتماعی ذرائع کو ترجیح دی جائے انفرادی ذرائع کو نہیں۔ بالخصوص ریلوے نظام کو ترقی دے کر بہتر بنایا جائیگا۔ ذرائع نقل و حمل کی تمام شکلوں کو باہم مربوط بنایا جائے گا۔ اسے سستا اور تیز رفتار بنایا جائے گا۔ خواہ مسافروں کے لیے ہو خواہ بار برداری کے لیے۔ توانائی بچانے اور تحفظ ماحولیات کا خصوصی خیال رکھا جائے گا۔ منصوبہ بندی کے ساتھ علاقائی ترقی کی عدم مساوات کو ختم کر دیا جائے گا۔ سوشلسٹ ریاست کے مکمل تحفظ اور کنٹرول کو یقینی بنانا ہوگا۔ ذرائع آمدورفت کی مذکورہ ترقی تب ہو سکتی ہے جب اس سے متعلقہ بنیادی ڈھانچہ مثلاً بندرگاہیں، ہوائی اڈے، ریلوے اسٹیشن، سڑکیں اور ذرائع نقل و حمل پیدا کرنے والی صنعتوں کو قائم کیا اور بہتر بنایا جائے۔ اسی طرح ٹیلی کمیونیکیشن کا شعبہ، خام مال کی صفائی و تیاری، صنعتی پیداوار بالخصوص مشینوں کی پیداوار کی طرف توجہ دینی ہوگی تاکہ جہاں تک ممکن ہو سکے معیشت کو خود کفیل بنایا جائے۔ بیرونی تجارت اور مالی لین دین پر انحصار کو حتی الامکان کم کیا جائے جو کہ سرمایہ دارانہ معیشت کے لازمی شعبہ جات ہیں۔

زمین کو سماجی ملکیت بنایا جائے گا اور اسی طرح سرمایہ دارانہ زرعی کاروباروں کو بھی سماجی ملکیت بنایا جائے گا۔ ایسے ریاستی پیداواری یونٹ قائم کیئے جائینگے جو صنعتی پیداوار، زرعی پیداوار اور خام مال کی تیاری و صفائی کے علاوہ اشیائے صرف کی پیداوار کے لیے ذمہ دار ہونگے۔

چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاشتکاروں کی باہمی تعاون کی پیداوار کی ہمت افزائی کی جائے گی۔ انہیں یہ حق دیا جائے گا کہ زمین کو بطور ذریعہ پیداوار استعمال کیا جائے۔ چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاشتکاروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعاون باہمی کی اجتماعی زمینوں اور ان میں رہنے والے مویشیوں وغیرہ کا حساب رکھیں تاکہ پیداوار کی تقسیم منصفانہ کی جا سکے۔ زمین کی سماجی ملکیت کے ذریعے ایک طرف تو امداد باہمی کے زرعی فارموں کے اندر اور باہر زمین کا ارتکاز ممکن نہیں رہیگا۔ جبکہ دوسری طرف زمین کا استعمال اور اسے انسانوں کے لیے زیادہ سے زیادہ سودمند بنانے کے امکانات پیدا ہونگے۔ یونان کے جو حالات ہیں وہاں زمین کی دوبارہ تقسیم کی ضرورت نہیں ہے۔ زمین کاشت کرنے والے ایسے آبادکار جن کے پاس نجی ملکیت کے نام پر کچھ بھی نہیں ہے انہیں ریاستی انتظام کے تحت زرعی پیداواری یونٹوں میں کام دیا جائے گا۔ شہروں میں امداد باہمی کے ذریعے چھوٹی اشیائے صرف کی پیداوار بڑھائی جائے گی۔ پیداوار کے امداد باہمی کے ادارے چھوٹے پیمانے کی اشیائے صرف کی پیداوار کے ارتکاز، محنت کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ، نئی تکنیک کے استعمال، پیداوار کی تنظیم، امداد باہمی کے فارموں میں محنت کی تقسیم کے ذریعے معیشت کے سارے شعبوں میں کمیونسٹ رشتوں کے قیام کے لیے مطلوب مادی حالات پیدا کر دیتے ہیں۔ امداد باہمی کے اداروں کی پیداوار کو ریاستی اور امداد باہمی کی دکانوں کے ذریعے تقسیم کرنے کا نظام بنایا جائیگا۔ امداد باہمی کی منڈی کے ذریعے پیداوار کی تقسیم کا عمل ہو خواہ ریاستی دکانوں کے ذریعے پیداوار کی تقسیم۔ مرکزی منصوبہ بندی کے ذریعے طے کی جائے گی۔ اس تمام سرگرمی کا حاصل یہ ہے کہ باہمی مربوط ریاستی مشینری کے ذریعے امداد باہمی کے اداروں کی تمام پیداوار کو منصفانہ طور پر تقسیم کیا جا سکے۔ پیداوار کے امداد باہمی کے ادارے مرکزی منصوبہ بندی کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں۔ جو ان کے لیے پیداوار کے اہداف کا تعین کرتی ہے۔ خام مال، توانائی، نئی

Scanned by CamScanner

ہے۔ مشینوں اور خدمات کے استعمال کی منصوبہ بندی کرتی ہے۔

سائنسی اور تکنیکی میدانوں میں حاصل ہونے والی نت نئی کامیابیوں کو اس مقصد کے ساتھ استعمال میں لایا جائیگا کہ محنت کشوں کے اوقات کار میں کمی کی جا سکے۔ انہیں فراغت کا زیادہ سے زیادہ وقت میسر ہو۔ جسے تعلیمی و ثقافتی سطح بلند کرنے کے لیے استعمال میں لایا جائے گا۔ تاکہ محنت کش انتظامی امور کی نگہداری اور ریاستی اقتدار کے اداروں کے کنٹرول کے حوالے سے سرگرم شرکت کے لیے اپنی استعداد بڑھا سکیں۔

ریاستی اداروں کے ذریعے سائنسی تحقیق کو منظم و مربوط بنایا جائے گا۔ نیز اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ تعلیمی اداروں وغیرہ کے ذریعے مرکزی منصوبہ بندی کو مزید مستحکم اور درست بنایا جائے گا۔ سماجی پیداوار اور سماجی خدمات کے شعبہ جات کو معاشرتی خوشحالی کے لیے استعمال میں لایا جائے گا۔

سماجی پیداوار کا ایک خاص حصہ عوامی ضروریات کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ عوام کو مفت اور یکساں بنیادوں پر خدمات فراہم کی جائینگی۔ مثلاً صحت، تعلیم، سماجی تحفظ، فرصت کے اوقات کا میسر ہونا، بچوں اور بوڑھوں کے تحفظ کی یقین دہانی، سستی اور کچھ معاملوں میں مفت آمد و رفت کی سہولتیں ٹیلی کمیونیکیشن کی خدمات کی فراہمی نیز عوامی استعمال کے لیے توانائی اور پانی کی فراہمی وغیرہ کا انتظام کرنا۔

ریاستی ملکیت میں ایسی سماجی خدمات متعارف کرائی جائیں گی جو عوامی ضروریات کی تکمیل کے لیے اعلیٰ معیار کی سماجی خدمات ہونگی۔ جو کہ آج کے زمانے میں مختلف افراد یا خاندان انفرادی طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ مثلاً کارگاہوں اور تعلیمی اداروں میں قائم طعام گاہیں وغیرہ۔

اسکول جانے سے پہلے کی عمر کے تمام بچوں کے لیے مفت اور ضروری ماقبل اسکول تعلیم کا یقینی انتظام کیا جائے گا۔ بارہ سالہ بنیادی اسکولی تعلیم مفت، باہمی مربوط پروگرام، انتظامی عملداری، تکنیکی سہولیات اور تربیت یافتہ ماہر عملے کے ذریعے یقینی بنائی جائے گی۔ لازمی بنیادی اسکولی تعلیم کی تکمیل پر مفت اور اعلیٰ درجے کی پیشہ ور تعلیم کو یقینی بنایا جائیگا۔ عوامی سطح تک اعلیٰ اور لازمی تعلیم کے باہمی مربوط نظام کے ذریعے سائنسدانوں کی ایک کھیپ تیار کی جائے گی۔ جو تعلیمی اداروں میں تدریس کی اہل ہوگی

اور مخصوص شعبوں میں تحقیق کرنے والا عملہ اور سماجی ملکیت اور ریاستی خدمات کے شعبوں کو منظم کریگی۔

عوام الناس کے لیے مفت صحت اور سماجی بہبود کا نظام قائم کیا جائے گا۔ براہ راست سماجی پیداوار یعنی ذرائع پیداوار کی سماجی ملکیت، مرکزی منصوبہ بندی اور محنت کشوں کے کنٹرول کے ذریعے ایسے مادی حالات پیدا کیے جاتے ہیں جو ترقی پذیر سوشلسٹ معیشت کے لیے ممکن بناتے ہیں کہ وہ اپنی ترقی کی سطح کے پیش نظر صحت کی سہولیات اور سماجی بہبود کو حتی الامکان وسعت دے کر عام سماجی مظہر بنا دے۔ سارے شہریوں کے لیے سماجی بہبود اور صحت عامہ کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں لوگوں کی ذہنی و جسمانی صحت، مادی اور نفسیاتی زندگی بہتر ہو سکے۔ اور ہر ایک فرد کی ثقافتی اور ذہنی ترقی ہو سکے۔ جس کا انحصار کام اور بود و باش کے حالات پر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مجموعی طور پر ماحولیاتی اور سماجی حالات بھی ایک فرد کی محنت کرنے اور سماجی سرگرمیوں کے حوالے سے خدمات اور اہلیت کو متاثر کرتی ہیں۔

پہلے ریاستی منصوبہ کی تشریح اور تعمیل کے ذریعے جنس اور پیسے کے تعلقات کو محدود کر دیا جا چکا ہوگا۔ ان کے مسلسل محدود کیے جانے کے عمل کے ذریعے منصوبہ بندی کے ساتھ پیداوار اور تقسیم میں کمیونسٹ رشتوں کا قیام اور استحکام عمل میں لایا جائے گا۔ ایسا سماجی خدمات کو حتی الامکان وسعت دے کر عوام کی انفرادی ضروریات کو پورا کرنے کا بندوبست کیا جائے گا۔ پیسہ رفتہ رفتہ اپنی قدر کی شکل کھوتا جائیگا۔ جنس کے تبادلے کے ذریعے کی اہمیت کی حیثیت بھی ختم ہو جائے گی۔ اس کے برعکس پیسہ محنت کے ٹرنکیٹ میں منتقل ہو جائے گا۔ جس کے ذریعے محنت کش اپنی کی ہوئی محنت کے عوض سماجی پیداوار میں سے اپنا مقرر حصہ لے پائینگے۔

کسی بھی فرد کو سماجی دولت میں سے اتنا ملے گا جتنا سماجی دولت کی پیداوار میں اس کا حصہ ہوگا۔ پیداوار میں ایک فرد کا حصہ اس سے ناپا جائے گا کہ اس نے انفرادی طور پر محنت کو کتنا وقت دیا ہے۔ اوقات محنت کو مرکزی منصوبہ بندی سے طے کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ مندرجہ ذیل اہداف بھی منسلک ہونگے۔ خام مال کی بچت، زیادہ پیداواری تکنیک کا استعمال، محنت کی زیادہ معقول تنظیم کنٹرول کی عمل

Scanned by CamScanner

داری انتظام اور نظم وضبط میں نظر آتی ہے۔

اوقات محنت میں یہ بات بھی مضمر ہے کہ سماجی پیداوار کی مجموعی طور پر ضروریات کیا ہیں۔ ان مادی حالات کو بھی دھیان میں رکھا جاتا ہے جن میں انفرادی محنت مجموعی سماجی پیداوار میں شامل ہو جاتی ہے۔ سماجی پیداوار کی مخصوص ضروریات مثلاً قوت محنت کو مخصوص علاقوں میں منتقل کرنا یا چند مخصوص شعبہ جات کو زیادہ ترجیح دینا، اس کے علاوہ دیگر مخصوص سماجی ضروریات مثلاً زچگی یا دیگر مخصوص انفرادی ضروریات۔ کمیونسٹ رویے کی ترقی اور ترویج کے لیے مختلف محرکات پیدا کیے جائینگے۔ جن کے ذریعے محنت کی تنظیم اور انتظام کاری عمل میں لائی جائے گی۔ پیداواری یونٹ اور سماجی خدمات کے شعبوں میں اجتماعیت کی کارکردگی اور اہلیت کو بڑھایا جائے گا۔ مذکورہ محرکات کے ذریعے غیر ہنرمندانہ اور غیر مشینی محنت ومشقت کے عمل کو گھٹایا جائیگا۔ اوقات محنت میں کمی، تعلیمی پروگراموں تک رسائی، تفریحی اور ثقافتی خدمات نیز محنت کشوں کے کنٹرول میں شراکت کے ذریعے یہ مقاصد حاصل کیے جائینگے تاہم اہم محرکات کی مالیاتی شکل کو رد کرتے ہیں۔

محنت سے نقدی کی صورت پانے والی آمدنی کی پالیسی متذکرہ بالا اصولوں کی بنیاد پر واضح کی جائے گی۔ جس میں یہ رجحان غالب ہوگا کہ پہلے مرحلے میں نقدی کی صورت آمدنی میں فرق کو کم کیا جائے اور بالآخر اسے ختم ہی کر دیا جائے۔ معیشت کے مختلف شعبوں میں ماہرین کی بھرتی کے مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر عارضی طور پر کچھ اجرتی تفریق موجود رہتی ہے تو رہے لیکن باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت محنت کشوں کی اجرتیں بڑھائی جائینگی۔ بالخصوص ان محنت کشوں کی اجرتیں بڑھائی جائینگی جنہیں کم تر اجرتیں دی جاتی ہیں۔

مرکزی منصوبہ بندی کو طویل المدت یا اوسط درجے کی میعاد کے لیے عمومی طور پر ترقی دی جائے گی تاکہ ماہرانہ محنت کی اہلیت کو بڑھایا جا سکے۔ پیداواری محنت کی مجموعی اور کثیر الجہتی کارکردگی اور ترقی کو ممکن بنایا جا سکے۔ اوقات کار میں کمی کی جا سکے۔ تاکہ عملی اور انتظامی محنت کے درمیان فرق مٹایا جا سکے۔ ذہنی اور جسمانی محنت کے فرق کو ختم کیا جا سکے۔

مرکزی بینک کا کردار اور عمل تبدیل ہو جائے گا۔ اجناس کے تبادلے کے ذریعے کے طور پر سرمایہ کے عمل کے قوانین کو محدود بنا کر سوشلسٹ صنعتی پیداوار اور زرعی پیداوار کے درمیان تبادلے کا ذریعہ بنا دیا جائے گا۔ مختصراً یہ کہ جب تک اجناس کی پیداوار برائے فروخت کا سلسلہ ختم نہیں کر دیا جاتا جب تک تمام سوشلسٹ پیداواری یونٹوں اور غیر سوشلسٹ پیداواری شعبوں کی پیداوار کے تبادلے کے لیے نقد رقم کا استعمال کیا جائے گا۔ اسی بناء پر زرعی شعبے، امداد باہمی کے دیگر پیداواری اداروں نیز چھوٹے پیمانے پر مختلف اجناس پیدا کرنے والوں کے لیے ریاستی قرض دہندہ مشینری وغیرہ کو کنٹرول کیا جائے گا۔

یہی طریقہ کار بین الاقوامی سطح پر بین الریاستی لین دین (تجارت اور سیاحت وغیرہ) کے سلسلے میں بھی اس وقت تک درست ہوگا جب تک دنیا میں سرمایہ دار ریاستیں موجود ہیں۔ نتیجتاً مرکزی منصوبہ بندی بطور ایک ڈیپارٹمنٹ کے سونے کے اور دیگر ذخائر پر بھی اپنا ضابطہ قائم رکھے گی۔ جو بین الاقوامی سطح پر سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عمومی سماجی حساب کتاب کے عمل کے دوران مرکزی بینک کا نیا کردار متعین کیا جائے گا۔ اور اس کردار کو مرکزی منصوبہ بندی کے اہداف اور مشینری کے ساتھ مربوط کیا جائیگا۔

انقلابی ریاستی اقتدار جو بین الاقوامی و علاقائی صورت حال پر انحصار رکھتے ہوئے یونان کے دوسری ایسی ریاستوں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی کوشش کریگا۔ جن کے مسائل، ترقی کی سطح اور فوری مفادات اس امر کو یقینی بناتے ہوں کہ فریقین کا باہمی تعاون دونوں کے لیے سودمند ثابت ہوگا۔ سوشلسٹ ریاست ان ممالک کے ساتھ تعاون کا رشتہ قائم کریگی جو سامراج کے معاشی، سیاسی اور فوجی مراکز کے ساتھ براہ راست تصادم میں ہوں۔ بالخصوص ان ممالک کے عوام کے ساتھ رشتہ جوڑا جائے گا جو سوشلسٹ تعمیر میں مصروف ہوں۔ انقلاب اور سوشلزم کو مستحکم بنانے کی غرض سے سامراجی محاذ کے تمام اندرونی اختلافات اور تضادات سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔ سوشلسٹ یونان، پرولتاری بین الاقوامیت کے مقصد کے ساتھ وفاداری ظاہر کرتے ہوئے دنیا بھر کی سامراج مخالف، انقلابی اور کمیونسٹ تحریکوں کا

Scanned by CamScanner

قلعہ ثابت ہوگا۔

انقلابی محنت کش طبقے کے ریاستی اقتدار، پرولتاریہ کی آمریت کا فریضہ ہے کہ وہ سرمایہ کی حکمرانی کی دوبارہ بحالی کے حوالے سے سرمایہ داروں کے تمام اقدامات اور کوششوں کا سدِّ باب کرے۔ اس کا فریضہ ہے کہ انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کی تمام شکلوں کا خاتمہ کر کے ایک نیا معاشرہ تخلیق کرے۔ اس کا کام محض محدود سا تنظیمی کام نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس پارٹی کی رہنمائی میں اس کی ذمہ داری سیاسی، ثقافتی، تعلیمی اور دفاعی امور کی تعمیری انداز میں انجام دہی ہوگی۔ یہ جمہوریت کا اعلیٰ ترین اظہار ہوگا کیونکہ عوام کا محنت کش طبقہ اس میں بھرپور طور پر شرکت کریگا۔ تاکہ سوشلسٹ معاشرے کی تعمیر اور ریاستی اقتدار پر قبضے کے سارے مسائل اور مشکلات حل کی جاسکیں۔ یہ ریاست محنت کش طبقے کی طبقاتی جدو جہد کا ہتھیار ہوگی۔ اس زمانے میں طبقاتی جدو جہد بھی نئے حالات میں نئی شکلوں کے ساتھ جاری رہے گی۔

سوشلسٹ ریاست کی تشکیل اور عملداری، سوشلسٹ جمہوریت کی ترقی، پیداواری یونٹوں کی انتظام کاری نیز تمام سماجی خدمات کے شعبوں میں جمہوری مرکزیت کے بنیادی اصول پر عمل درآمد کیا جائیگا۔

انقلابی محنت کشوں کا اقتدار ان اداروں کے ذریعے عمل میں لایا جائے گا جو محنت کش طبقوں اور اس کے اتحادیوں کی انقلابی جدو جہد کے نتیجے میں قائم کیئے گئے ہونگے۔ سرمایہ دارانہ پارلیمانی اداروں کو محنت کش طبقے کے اقتدار کے نئے اداروں سے بدل دیا جائے گا۔

محنت کش طبقے کے ریاستی اقتدار کا مرکز پیداواری یونٹ اور کارگاہیں ہونگی جن کے ذریعے محنت کش طبقے کی حکمرانی اور انتظامی امور پر سماجی کنٹرول کو عمل میں لایا جائے گا۔ ریاستی اداروں میں بھیجنے کے لیے محنت کشوں کے نمائندے انہی پیداواری برادریوں سے چنے جائینگے اور ضرورت پڑنے پر انہیں واپس بھی بلایا جاسکے گا۔ ایسے نوجوان جو پیداواری عمل میں ملوث نہیں ہیں مثلاً اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء وطالبات، تعلیمی اداروں سے انتخابی عمل کا حصہ بن پائینگے۔ ایسی خواتین جو محنت کے عمل

میں شریک نہیں ہیں یا ریٹائرڈ ملازمین کو خصوصی توجہ دی جائیگی۔ ان کی خدمت کے لیے بڑے پیمانے کی سماجی تنظیمیں قائم کی جائینگی۔

محنت کشوں اور سماجی کنٹرول کے عمل کو حقیقی زندگی میں محفوظ اور متعین بنایا جائے گا۔ سوشلسٹ اور کمیونسٹ اصولوں کے تحت تنقید کی مکمل اجازت دی جائے گی۔ سوشلسٹ تعمیر کی راہ میں حائل تمام رکاوٹیں دور کی جائینگی۔ نوکر شاہانہ رویے اور افسر شاہانہ انداز سمیت تمام منفی رجحانات اور سرگرمیوں کا قلع قمع کیا جائے گا۔

امدادِ باہمی کے زرعی فارموں اور چھوٹے پیداوار کنندگان کی نمائندگی کے ذریعے محنت کشوں کے ساتھ ان کا اتحاد مضبوط اور مستحکم ہوگا۔ اعلیٰ اداروں میں ان مندوبین کو مقرر کیا جائے گا جو نچلے اداروں سے منتخب ہو کر آئینگے۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ ان اعلیٰ اداروں میں نمائندوں کی اکثریت سوشلسٹ پیداوار اور عوامی سماجی خدمات کے شعبوں کے محنت کشوں پر مشتمل ہوگی۔

ریاستی اقتدار کا اعلیٰ ترین ادارہ وہ مجلس عاملہ ہوگی جو بہ یک وقت قانون ساز اور انتظامی ادارے کے طور پر کام کریگا۔ یہ ادارہ پارلیمنٹ نہیں ہوگا۔ نمائندے مستقل نہیں ہونگے۔ انہیں کسی بھی وقت واپس بلایا جاسکے گا۔ انہیں پیداواری عمل سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا۔ ان کو عارضی چھٹی دے کر پیداواری عمل میں شریک کیا جائے گا۔ ریاستی اقتدار کے اداروں میں بطور منتخب نمائندہ انہیں کوئی خصوصی معاشی مراعات نہیں دی جائینگی۔ اعلیٰ ترین مجلس عاملہ ہی مختلف انتظامی اداروں کے سربراہان مثلاً وزراء، منتظمین، کمیٹیاں وغیرہ منتخب کریگی۔

اس عہد میں ایسا انقلابی آئین بنایا جائے گا اور ایسی انقلابی قانون سازی کی جائے گی جو نئے سماجی تعلقات، سماجی ملکیت، مرکزی منصوبہ بندی اور محنت کشوں کے کنٹرول سے ہم آہنگ ہو جو انقلابی قوانین کا دفاع کرینگے۔ اس کے تحت قوانین محنت قوانین خاندان اور نئے سماجی تعلقات کی تمام قانونی دستاویزوں کو ترتیب و تشکیل دیا جائے گا۔ ایک نیا عدالتی نظام قائم کیا جائے گا جو عدل وانصاف قائم کرنے کی خاطر مشہور و مقبول انقلابی اداروں پر مبنی ہوگا۔ نئی عدلیہ کے تمام حکام براہ راست ریاستی اداروں

Scanned by CamScanner

کی نگہداری میں ہونگے۔ عدالتی عملہ ایسے ججوں پر مشتمل ہوگا جو عوام کی طرف سے منتخب ہونگے اور انہیں کسی بھی وقت ذمہ داریوں سے سبکدوش بھی کیا جا سکے گا۔ اس کے علاوہ عدالتوں کے لیے مستقل عملہ بھی بھرتی کیا جائے گا۔ جو محنت کش طبقے کی ریاست کے سامنے جوابدہ ہوگا۔

انقلابی محنت کشوں کا ریاستی اقتدار تمام پرانی انتظامی مشینری کو نئی انتظامی مشینری سے بدل دے گا۔ جو پرولتاری ریاست کے کردار سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہوگا۔ ریاستی اقتدار کے ذریعے عوام الناس کی ازسرِنو تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے گا۔ اوقات کار، محنت کشوں کی ذمہ داریاں اور حقوق کا تعین نئے انقلابی قوانین کے تحت کیا جائے گا۔ متذکرہ بالا تمام احکامات پر عمل درآمد کے سلسلے میں کمیونسٹ پارٹی رہنمایانہ کردار ادا کریگی اور اس کے بدلے کسی طرح کی خصوصی مراعات کی متقاضی نہیں ہوگی۔ پارٹی کی قیادت ان تمام ثمرات کے تحفظ کے عوض کسی طرح کی خصوصی مراعات کا تقاضہ نہیں کریگی۔

نئی انقلابی سیکورٹی اور دفاع کی مشینری محنت کشوں اور عوام کی شرکت سے مستقل اور ماہر عملے پر مشتمل ہوگی۔

سرمایہ دارانہ افواج اور جبر کے دیگر آلہ جات کی جگہ نئے ادارے قائم کیئے جائینگے۔ جو مسلح انقلابی جدوجہد کرنے اور استحصال کی تمام شکلوں کا خاتمہ کرینگے۔ انقلاب کا تحفظ کرینگے اور ردِانقلابی قوتوں کی ساری مزاحمت کو توڑ دینگے۔ فوجی یونٹوں اور انقلابی دفاعی اداروں میں پارٹی کا قائدانہ کردار یقینی بنایا جائے گا۔ انقلاب کے دوران ان کے کردار کی مطابقت سے کیڈر کی تشکیل کی جائیگی۔

فوجی اسکولوں کے ذریعے ایک نئی فوجی کور بنائی جائے گی جس میں خصوصاً محنت کش طبقے کا پس منظر رکھنے والے نوجوانوں کو شامل کیا جائے گا۔ انہیں نئے انقلابی انداز میں تعلیم و تربیت دی جائے گی۔ سوشلسٹ تعمیر کے مثبت تجربے کو استعمال میں لایا جائے گا۔ خصوصی مستقل اداروں اور عوامی کمیٹیوں کی شرکت سے انقلابی حاصلات کا بھرپور دفاع کیا جائے گا۔

یونان کی کمیونسٹ پارٹی محنت کش طبقے کی ہراول کی حیثیت میں تمام سماجی تعلقات کی

کمیونسٹ تعلقات میں مکمل تبدیلی کی جدوجہد کو قیادت فراہم کریگی۔ پارٹی کا ہراول انقلابی کردار مارکسی لیننی نظریے کی مزید ترقی اور سائنسی کمیونزم کے ادراک، ہم عصر سائنسی حاصلات، کمیونسٹ سماجی معاشی تشکیل کی ترقی کے دوران سر اٹھانے والے نئے مسائل کی طبقاتی تشریح کے ذریعے مستحکم ہوگا۔

کیونکہ سوشلسٹ معاشرہ کوئی یکساں قسم کا معاشرہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے اپنے تضادات ہوتے ہیں۔ اس لیے ہر مرحلے پر اس بات کو یقینی بنایا جائیگا کہ پارٹی کی ساخت اور پارٹی کا انقلابی کردار اس بات سے طے ہوتا ہے کہ وہ محنت کشوں کو منظم اور بیدار کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوتی ہے۔ پیداواری شعبے اور سماجی خدمات کے شعبوں میں پارٹی محنت کشوں کی شرکت اور کنٹرول کو یقینی بنائے گی۔

پارٹی کا کردار محض نظریاتی اور تعلیمی نہیں ہوگا۔ پارٹی اس طبقے کی پارٹی ہوگی جو ریاستی اقتدار اپنے قبضے میں کیے ہوئے ہے۔ پارٹی اس ریاست میں رہنما کردار ادا کرتی ہے۔ نتیجتاً کمیونسٹ پارٹی کا تمام تنظیمی رشتوں میں رہنما کردار ہوگا۔ حکمت عملی کے سارے معاملات میں پارٹی رہبری کریگی۔ ریاستی اقتدار سے متعلق تمام سیاسی سوالات پر، ریاستی اقتدار پر محنت کشوں کے کنٹرول اور پیداوار کی انتظام کاری کے عمل میں پارٹی رہنما ہوگی۔

تتمہ:

ہمارے اخذ کردہ نتائج کی بہتر ترتیب و تدوین کے سلسلے میں پارٹی مطالعہ اور تحقیق کا عمل جاری رکھے گی۔ جس میں وہ مسائل بھی شامل ہونگے جو تا حال حل نہیں کیے جا سکے۔ علاوہ ازیں یہ بھی اہم ہے کہ پارٹی کے تمام ارکان اور نوجوان کمیونسٹ نیز پارٹی کے خیرخواہ سوشلزم اور کمیونزم کی ہماری موجودہ تشریحات کو درست طور پر سمجھیں۔

سوشلسٹ تعمیر، انقلابی محنت کشوں کے اقتدار کی فتح مندی کے لیے حکمت عملی ترتیب دینے، محنت کش عوام کے روزمرہ مسائل کے حل کے لیے اہداف کا تعین کرنے اور روزمرہ کی جدوجہد میں پارٹی کی اہلیت و قابلیت کا تعین اسی فریضے کی ادائیگی سے ہوگا۔

Scanned by CamScanner

حوالہ جات

۱۔سیاسی معاشیات، جلد۴، گٹنبرگ پریس۔

۲۔دی گریٹ سوویت انسائیکلوپیڈیا، جلد۳۱۔

۳۔وی۔آئی۔لینن: مجموعہ تصانیف۔

۴۔کارل مارکس: گوتھا پروگرام پر تنقید۔

۵۔کارل مارکس: سرمایہ۔

۶۔ وی۔آئی۔لینن: ہمارے انقلاب کے بارے میں۔

۷۔جوزف اسٹالن: کامیابی سے ڈرے ہوئے۔

۸۔بالشویک پارٹی کی انیسویں کانگریس کے موقعے پر مرکزی کمیٹی کی رپورٹ۔

۹۔جوزف اسٹالن: سوویت یونین میں سوشلزم کے معاشی مسائل۔

۱۰۔لیونڈ برزنیف: سوویت یونین کی زرعی معاشیات کی مزید ترقی کے حوالے سے فوری اقدامات۔

۱۱۔کمیونسٹ ریویو میگزین، سال ۱۹۹۵، ۲۰۰۵۔

۱۲۔سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی تاریخ، سیاسی وادبی ایڈیشن ۱۹۶۰۔

۱۳۔وی۔آئی۔لینن: جنس کی صورت ٹیکس پر رپورٹ۔

۱۴۔تیسری بین الاقوامی کمیونسٹ تنظیم کی تاریخ، سوویت یونین کی سائنسوں کی اکیڈمی۔

۱۵۔کمیونسٹ پارٹی یونان کے سرکاری دستاویزات جلد ۶۔

۱۶۔وی۔آئی۔لینن: ریاستہائے متحدہ یورپ کے نعرے کے بارے میں۔

۱۷۔ وی۔آئی۔لینن: بائیں بازو کا طفلانہ پن اور پیٹی بورژواپن۔

۱۸۔ وی۔آئی۔لینن: شروع کرنا آسان مگر جاری رکھنا بہت مشکل۔

Scanned by CamScanner